زَوَالُ السِّنَةِ عَنْ أَعْمَالِ السَّنَةِ

سال بھر کے

مسنون اعمال

حکیم الاُمّت حضرت مولانا شاہ اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

اِدارۂ اسلامیات

۱۹۰ - انارکلی ○ لاہور

زوال السنۃ
عن
اعمال السنۃ
یعنی
سال بھر کے
مسنون اعمال

از

حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی

ادارہ اسلامیات 190 انارکلی لاہور

فہرست مضامین

تمہید

زوال السنہ عن اعمال السنہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بعد الحمد والصلوٰۃ عرض ہے کہ صحیفہ شہیرہ شہریہ **الامداد** کے اخیر میں بالالتزام ایک مضمون **الاحکام الوقتیہ** کے منجانب احقر ہوتا ہے جو اکثر تو اس ماہ کے اعمال پر مشتمل ہوتا ہے اور یہ کبھی اُس وقت کی کسی خاص حالت سے متعرض ہوتا ہے چونکہ اِس وقت تک کہ اُس کے اجرار کو دو سال ہو گئے ہیں۔ اُس کے چوبیس ۲۴ [۱] پرچے تمام شہور کے ضروری احکام کو شامل ہیں مگر ان سے وہی حضرات منتفع ہوتے ہیں جن کے پاس کُل پرچے مجتمع ہوں اور ضرورت ان کی عام ہے اس لیے مصلحت معلوم ہُوا کہ ان سب

---

[۱] ہر چند کہ رسالہ ہذا کی ترتیب کے وقت جمادیین ۱۳۳۵ھ کے پرچے تیار نہ تھے لیکن اُن کے احکام وقتیہ کا مضمون جو کہ اس رسالہ میں مقصود ہے تیار تھا اس لیے اُن کی تیاری کو حکماً پرچوں کی تیاری اور پونے دو سال کی مُدت کو کسر کا اعتبار نہ کر کے دو سال قرار دیا گیا۔ ۱۲ منہ

کو ایک جگہ بصورت ایک رسالہ کے جمع کر دیا جاوے تاکہ اس کے مستقلاً شائع ہونے سے نفع اُس کا عام ہو اس لیے اُن کا مجموعہ بشکل رسالہ لاکر نام اُس کا **ذوال السنّہ** (بکسر السین یعنی دفع الغفلۃ) **عن اعمال السنّہ** (بفتح السین بمعنی الحول) رکھا جاتا ہے۔ چونکہ اُن میں مضامین غیر مخصوص بالشہور بھی بے حد نافع تھے اس لیے تبعاً اُن کو بھی بعد احکام شہور کے ملحق کر دیا گیا۔ کہیں کہیں بضرورت تقدیم و تاخیر یا قدرے ترمیم و تغییر یا اضافہ و تلخیص بھی کیا گیا ہے۔ واللہ موفق۔

اشرف علی

آخر ربیع الاوّل

سنہ ۱۳۳۵ھ

مضامین مخصوصہ بالشہور

محرّم الحرام

نمبر ۱ :۔ محرم کے اعمال میں صرف دو حدیثوں میں دو امر وارد ہیں ایک عاشورہ کا روزہ اور دوسرے یہ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص اُس روز اپنے گھر والوں پر کھانے پینے کی فراخی رکھے۔ سال بھر تک اس کی روزی میں برکت رہتی ہے اور جب اس کھانے میں فراغت ہو گی تو اگر اُس میں سے کچھ محتاجوں، غریبوں کو بھی دیدیا یا بادے تو کچھ حرج نہیں۔ لیکن اب جو لوگوں نے رسوم اپنی طرف سے گھڑ لیے ہیں وہ سب فضول اور واہیات اور گناہ کی باتیں ہیں۔

نمبر ۲ :۔ بہت لوگ ان دنوں میں تعزیہ بناتے ہیں اور بعضے اس کو اسقدر ضروری خیال کرتے ہیں کہ اگرچہ گھر میں کھانے کو نہ رہے یا بالکل بھی گھر میں نہ ہو بلکہ قرض ہی لینا پڑے خواہ کچھ بھی ہو مگر تعزیہ ضرور بنے۔ خود تعزیہ کا بنانا ہی بہت بڑا گناہ ہے اور بعض کا یہ خیال ہوتا ہے کہ اس میں حضرات کربلا تشریف لاتے ہیں اور اسی لیے تعزیوں پر چڑھاوے چڑھاتے ہیں۔ اُن کے سامنے سر جُھکاتے ہیں۔ اُن پر عرضیاں لٹکاتے ہیں یہ سب شرک ہے۔

نمبر ۳:۔ بعضے تعزیہ تو نہیں بناتے لیکن مرثیہ یا شہادت نامہ ضرور پڑھتے ہیں اور پھر اُس کو پڑھ کر روتے چلاتے ہیں سو شریعت میں مصیبت کے وقت قصد کرکے رونا درست نہیں۔ نیز مرثیوں اور شہادت نامہ کی اکثر روایات بالکل موضوع اور غلط ہوتی ہیں۔ اس کے علاوہ خود التزام اس کا ناجائز ہے۔

نمبر ۴:۔ تعزیہ کے ساتھ باجے بجاتے ہیں۔ اُس کے دفن کرنے کی جگہ کو زیارت گاہ سمجھتے ہیں۔ مرد و عورت آپس میں بے پردہ ہو جاتے ہیں۔ نمازیں غارت کرتے ہیں ان سب اُمور کی بُرائی ہر مُسلمان جانتا ہے۔

نمبر ۵:۔ بعض لوگ ان ایام میں شربت پلاتے ہیں اور اس میں اُن کا یہ عقیدہ ہوتا ہے کہ اس سے شہیدوں کی پیاس بجھے گی کیونکہ وہ پیاسے شہید ہوئے تھے تو سمجھنا چاہیئے کہ اُن کے پاس شربت نہیں پہنچتا بلکہ اگر خلوص سے شرع کے موافق ہوتا تو ثواب پہنچتا اور ثواب گرم اور ٹھنڈی چیز کا یکساں ہے۔ یہ نہیں ہے کہ گرم شے کا ثواب گرم ہو اور ٹھنڈی شے کا ثواب ٹھنڈا ہو اور پھر طرہ یہ کہ خواہ سردی ہو خواہ برسات، خواہ گرمی چاہے کوئی بیمار ہو جاوے مگر شربت ضرور ہو۔

نمبر ۶:۔ بعض شہروں میں اُس تاریخ میں روٹیاں تقسیم کی جاتی ہیں اور ان کی تقسیم کا یہ طریقہ نکالا ہے کہ چھتوں کے اُوپر کھڑے ہو کر روٹیاں پھینکتے ہیں۔ جس سے کچھ لوگوں کے ہاتھوں میں آتی ہیں اور اکثر زمین سے گر کر پیروں میں روندی جاتی ہیں۔ جس سے رزق کی بے ادبی اور گناہ ہونا ظاہر ہے۔ حدیث میں اکرام رزق کا حکم اور اُس کی بے احترامی پر وبالِ سلبِ رزق آیا ہے۔ خدا سے ڈرو اور رزق برباد مت کرو۔

نمبر ۷:- اور بعض حضرات کھچڑے کی پابندی کرتے ہیں۔ اصل اس کی صرف وہ تھی جو کہ (نمبر ۱ میں) لکھی گئی ہے۔ شاید کسی نے یہ سمجھ کر کہ کھچڑے میں اناج آجاوینگے کھچڑا پکالیا ہوگا۔ مگر اب اس کو ایسا ضروری سمجھتے ہیں کہ نماز قضا ہوجائے مگر یہ قضا نہ ہو۔ سو ایسا اصرار بدعت ہے۔ نیز اکثر ان امور میں خلوص بھی نہیں ہوتا اور یہی نیت ہوتی ہے کہ لوگ کہیں گے کہ ایک سال پکا کر رہ گئے۔ اس لیے اگر یہ بدعت بھی نہ ہوتا تب بھی ثواب کچھ نہ ملتا۔

نمبر ۸:- بعض جہلاء ان ایام میں اپنی اولاد کو حضرت امام حسینؓ کے نام کا فقیر بناتے ہیں۔

نمبر ۹:- بعض ان ایام میں گلگہ دھنیا مصالح تقسیم کرتے ہیں۔

نمبر ۱۰:- بعضے ان ایام میں شادی کرنے کو بُرا سمجھتے ہیں بجز دو امر مذکور (۱) سب واجب الترک ہیں۔

نمبر ۱۱:- بعض اُس بچے کو جو محرم میں پیدا ہو اُسے منحوس سمجھتے ہیں یہ بھی غلط عقیدہ ہے۔

تنبیہ

احقر اشرف علی اس سے قبل محرم کی دسویں تاریخ کے تنہا روزہ کی استحباب کا فتویٰ دیتا تھا۔ درمختار کی روایت پر مطلع ہوکر اس سے رجوع کرتا ہے اور اب فتوے دیتا ہے کہ دسویں کے ساتھ نویں یا گیارہویں کا بھی روزہ رکھے تو مستحب ہے اور دسویں کا مکروہ ہے اس کو میں نے اپنے رسالہ ترجیح الراجح کے حصہ چہارم میں بھی درج کر دیا ہے۔ والحمد للہ علیٰ ذلک الرجوع)۔

صفر المظفر

نمبر ۱ :۔ بعض صفر کو تیرہ تیزی کہتے ہیں اور اس کو نامبارک جانتے ہیں ۔

نمبر ۲ :۔ اور بعض جگہ تیرھویں تاریخ کو کچھ گھونگنیاں وغیرہ پکاکر تقسیم کرتے ہیں کہ اس کی نحوست سے حفاظت رہے ۔ یہ اعتقاد شرع کے خلاف اور گناہ ہیں ۔

نمبر ۳ :۔ بعض مقامات پر صفر کے آخری چہار شنبہ کو تہوار مناتے ہیں اور ایک عیدی بھی دیتے ہیں جس کا یہ مضمون ہے :۔

آخری چار شنبہ آیا ہے ۔ غسل صحت نبی نے پایا ہے

اور مکتبوں میں چھٹی بھی ہوتی ہے ۔ سو یہ سب ایجاد فی الدین ہے ۔

لطیفہ :۔ ایک نواب زادہ نے اپنے معلّم سے جو کہ محقق تھے اس تاریخ میں عیدی مانگی ۔ اُنہوں نے عیدی کے پیرایہ میں اس رسم کی خوب نفی کی :

آخری چار شنبہ ماہ صفر ، ہست چوں چار شنبہ ہائے دگر

نہ حدیثے شدہ دراں وارد ، نہ در و عید کرد پیغمبر

اضافہ بر مضمون سابق

بعض کتب تصوف میں ایک حدیث لکھدی ہے کہ من بشرنی بخروج صفر بشرته بالجنة یعنی حضور صلے اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ جو شخص مجھ کو ماہ صفر کے گزرنے کی بشارت دے گا میں اس کو جنت کی بشارت دوں گا ۔ آہ ! اس سے بعض نے اس ماہ کی نحوست پر استدلال کیا ہے مگر یہ دلیل ثبوتاً و دلالتاً دونوں

طرح مخدوش ہے یعنی نہ تو یہ حدیث سے ثابت ہے اور نہ یہ اس مضمون پر دال ہے اس کا مدلول بر تقدیر قطع نظر از عدم ثبوت یہ ہے کہ آپ کی وفات ماہ ربیع الاوّل میں ہونے والی تھی اور آپ لقاء اللہ مسبوق بالموت کے مشتاق تھے اور اس وجہ سے ربیع الاوّل کی ابتداء اور صفر کے انقضاء کی خبر کا آپ کو انتظار تھا پس اس خبر کے لانے پر آپ نے بشارت کو مرتب فرمایا. چنانچہ کتب تصوف میں اسی مقصود کے اثبات و تائید کے لیے اس کو وارد کیا ہے. بہر حال نہ یہ دلیل ثابت ہے اور نہ اُس کی دلالت ثابت پس دعویٰ نحوست منعدم و منہدم ہو گیا۔

ربیع الاوّل

اس ماہ مبارک کی یہ فضیلت کافی ہے کہ یہ زمانہ ہے تولد شریف حضور پر نور سیّد بنی آدم فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلّم کا اور جس قدر زیادہ فضیلت کسی زمانہ کی ہوتی ہے اُس زمانے میں حدود شرعیّہ سے تجاوز کرنا عند اللہ والرسول اُسی قدر زیادہ ناپسندیدہ ہوتا ہے اور حدود و اربعہ تجاوز کرنے کا معیار صرف علم ہے اُن حدود کا بواسطہ ادلہ اربعہ شرعیہ یعنی کتاب و سُنّت و اجماع و قیاس مجتہد مقبول الاجتہاد عند اکابر الامتہ کے اور اُن ادلہ سے ثابت ہو چکا ہے کہ اس ماہ مبارک میں جو بعض اعمال بعض عُمّال میں رائج و شائع ہو گئے ہیں مثل اہتمام انعقاد مجلس مولود شریف بہ تخصیصات معروفہ و قیود معلومہ خصوص بانضمام دیگر منکرات و مثل اعتیاد عید میلاد یہ سب منجملہ افراد تجاوز عن الحدود الشرعیہ کے ہیں. پس لامحالہ غیر مرضی عند اللہ والرسول ہوئے البتہ حدود کے اندر رہ کر ذکر مبارک رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلّم منجملہ اعظم البرکات و

افضل القربات ہے کہ کسی مومن کو خصوص ساعی فی اتباع السُنت کو اُس میں کلام نہیں ہو سکتا۔ اگر ان مقدمات مذکورہ کے مفصل دلائل اور اس ذکر مبارک کے مشروع طریقہ کے اور خود متعدد بہ حصہ سیر و سوانح نبویہ کے معلوم کرنے کا شوق ہو تو رسائل ذیل ضرور ملاحظہ فرمائیے کہ حق بالکل واضح اور التباس بالکل زائل ہو جاوے:۔

نام رسائل :۔ طریقہ مولد شریف[۱]۔ النور[۲]۔ الظہور[۳]۔ السرور[۴]۔ نشر الطیب[۵] اور بلا تحقیق کسی عمل پر یا کسی عمل کے متعلق بدلیل کسی حکم لگانے والے پر کوئی حکم لگانا مضر آخرت ہے۔

اضافہ

رسائل بالا کے ساتھ دو رسالے اور ملاحظہ کے قابل ہیں۔ الحبور[۶]۔ الشذور[۷]

ربیع الثانی

اس ماہ میں ایک عمل مروج گیارہویں کا ہے جس میں چند امور قابل تحقیق ہیں:۔

اوّل[۱] اس عمل کی حقیقت سو رواج حال کے موافق یہ عمل حضرت غوث اعظم رح کے ایصال ثواب کے لیے موضوع ہُوا ہے اور احقر نے چند ثقات سے سُنا ہے کہ یہ عمل خود حضرت قدس سرہ کا تھا۔ جس سے آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ثواب ایصال فرماتے تھے اور چونکہ کوئی روایت حضرت قدس سرہٗ کی وفات گیارہویں تاریخ میں واقع ہونے کی نہیں چنانچہ ایک قول ربیع الآخر کی نو تاریخ کا ہے اور ایک قول سترہ تاریخ کا ہے اور شیخ دہلوی نے ماثبت بالسنۃ میں اوّل کو راجح اور دوسرے کو بے اصل کہا ہے اور اہل اعراس کی عادت تاریخ کی رعایت کی ہوتی ہے سو اوّل تغیر تو اس عمل میں باوجود دعوے

محبت واتباع کے لوگوں نے یہ کیا ہے۔

امر دوم :۔ "اس عمل میں عقیدت" اس عمل کے اکثر ملتزمین کا یہ اعتقاد ہے کہ اس عمل سے حضرت قدس سرہٗ کی روح خوش ہو کر ہماری حاجاتِ دنیویہ مالیہ و النفسیہ مثل ترقی معاش وحفظ النفس والاولاد من الآفات میں امداد فرمادے گی۔ نیز بعض کا یہ اعتقاد ہے کہ اس کے ناغہ کرنے سے حضرت کی روح مبارک ناخوش ہوگی اور اس سے کسی آفت میں مبتلا ہو جاوے گا اور ایسے اعتقادات کا بوجہ استلزام اعتقاد استقلال فی التصرف نقلاً وعقلاً منکر ہونا ظاہر ہے۔ اسی طرح یہ اعتقاد ہے کہ تعین تاریخ کی شرط ہے خاص ثمراتِ مقصودہ کی اور غیر لازم کو لازم سمجھنا۔ ظاہر ہے کہ خود تجاوز ہے حدود شرعیہ سے اور بعض متکلفین جو ایسے تعینیات کی کچھ اصلیں بیان کیا کرتے ہیں سو تحیل محض و تمحل محبّت ہے۔ چنانچہ شیخ دہلوی نے بعض متاخرین مغاربہ سے اوّل کچھ نقل پھر شیخ متقی کے قول سے اُس پر استدراک فرمادیا کہ لم یکن فی زمن السلف شیٔ من ذلک۔

امر سوم :۔ "اس عمل میں نیّت"۔ ان عاملین میں کل یا اکثر کی نیّت اغراض و مصالح دنیویہ کی درستی ہوتی ہے حالانکہ طاعت مالیہ کے ایصال ثواب کا حاصل باعتبار ابتدا کے صدقہ ہے کہ کچھ مال کسی مسکین پر تصدق کیا اور باعتبار انتہا کے ہدیہ ہے کہ اس تصدق کا ثواب کسی کی روح کو پہنچا دیا جیسا کہ خود وہ میت کچھ صدقہ دیتا اور اس کا ثواب اس کے پاس ذخیرہ رہ جاتا اور صدقہ وہدیہ دونوں نیت مذکورہ کے منافی ہیں۔ مثلاً اگر خود حضرت اقدس سرہٗ کسی کو کچھ صدقہ دیتے تو کیا آپ کا مقصود دنیا ہوتی یا محض ثواب ہوتا۔ آپ کی شان تو بہت ارفع ہے ادنیٰ درجہ کا اخلاص بھی کسی ہو گا وہ اطاعت میں دنیا کو مقصود نہیں بنا سکتا یہ تو صدقہ

کے پہلو میں نظر تھی۔ اب ہدیہ کے پہلو کو دیکھ لیا جاوے اگر حضرت قدس سرہٗ زندہ ہوتے اور آپ کی خدمت میں کوئی ہدیہ پیش کرتا تو کیا آپ سے دُنیا کا کوئی کام نکالنے کی نیّت سے ہوتا یا محض محبّت اور حضرت کا دل خوش کرنے کے لیے ہوتا پھر اب اس نیت کو کیوں بدلا جاتا ہے اور اس نیّت کے ہوتے ہوئے حضرت قدس سرہٗ کے ساتھ محبت و خلوص کا دعویٰ کیسے کیا جاسکتا ہے۔

امر چہارم :۔ "اس عمل کی ہئیت"۔ بجائے مساکین کے اپنے گھر والوں کو یا اغنیا کو حصّہ تقسیم کیا جاتا ہے جس سے صاف شبہ ہوتا ہے کہ ایصال ثواب مقصود ہی نہیں محض خاص ہئیات کو اغراض مخصوصہ میں دخیل ہونے میں کافی سمجھا جاتا ہے۔ خاص تعینیات مثل تخصیص اطعمہ و تخصیص مقدار فلوس یا روپیوں کو ضروری سمجھتے ہیں جن کا اولاً بے اصل ہونا اور ثانیاً مزاحم اصول شرعیہ ہونا ظاہر ہے۔ بعضے اُن اطعمہ کے احترام میں اتنا مبالغہ کرتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ کے نام کی چیز کا اس سے عشر بھی احترام نہیں کرتے کیا اس کو غلو نہ کہا جاوے گا۔ یہ تفریطات تو عوام کی تھیں۔

امر پنجم :۔ "اس امر میں بعض خواص کی زلت"۔ بعض مشتغلین بالباطن اس عمل کے امتثال سے یہ توقع رکھتے ہیں کہ ان حضرات کی ارواح ہم سے خوش ہو کر مقاصد سلوک میں امداد کریں گی اور فیوض باطنی پہنچا دیں گے سو اس میں بھی مثل امر دوم کے محذور اعتقاد استقلال فی التصرف کا لازم ہے اور اس میں جو تاویلیں محتمل ہیں اُس کی تحقیق تتمہ ثانیہ امداد الفتاوےٰ صفحہ ۸ تا ۱۳ میں خوب کردی گئی ہے جو قابلِ ملاحظہ ہے اس امر پنجم اور امر دوم میں بجز اس کے کہ وہاں مقاصد حسی اور یہاں روحی ہیں اعتقادی حالت میں کچھ تفاوت نہیں جو اصل منشأ

ہے احتیاط کا۔

رفع شبہ

اس سے اصل عمل پر انکار کا گمان نہ کیا جاوے۔ اگر کوئی مخلص عقیدہ بھی درست رکھے اور نہ عمل کو لازم سمجھے نہ اُس کی کسی قید کو، نہ حضرت کو متصرف بلاتخلف قرار دے نہ تاریخ کی تعیین کرے نہ اطعمہ وغیرہ کی اور مقصود صرف حضرت کی محبت اور آپ کے دینی احسانوں کے صلہ میں آپ کو ثواب بخشنا ہو تاکہ آپ کو ترقی مدارج قرب کا نفع ہو پھر اس خدمت ثواب رسانی پر حق تعالےٰ جو چاہے نعمت دے دے جس میں حضرت کے علم و تصرف کو دخل بھی نہ ہو۔ ایسے شخص کو اس کی اجازت ہے اور اس کے ساتھ ہی مصلحت شرعیہ یہ ہے کہ ایسی بات سے احتیاط رکھے جس سے ظاہر بینوں کو شبہ اور سند ہو سکے۔ یعنی اوّل تو کسی پر اس کا اظہار نہ کرے اور نفل اطاعت ویسے بھی خفیہ افضل ہے۔ دُوسرے اگر مخفی نہ رہ سکے تو اس کا مروّج نام گیارھویں نہ رکھے۔ ثواب رسانی مناسب اور صحیح اور حقیقت پر دلالت کرنے کے لیے کافی عنوان ہے۔ اضافہ مزید تحقیق اس مسئلہ میں وعظ الربیعین[۱] کے جزو ثانی مسمّٰی بہ الحضور لامور الصدور میں ملاحظہ ہو۔

---

[۱] یہ وعظ حسن الموعظت کے تیسرے چوتھے وعظ کا مجموعہ ہے۔

جمادی الاولیٰ و جمادی الاخریٰ

ان مہینوں کی خصوصیت سے کوئی خاص عمل وارد نہیں۔

رجب

اس ماہ کی ۲۷ میں یہ اعمال مروج ہیں :-

نمبر ۱ :- روزہ جس کی روایت پر شیخ دہلوی نے ماثبت بالسنہ میں سخت جرح کی ہے صرف ایک روایت کو جو کہ ابوہریرہؓ سے موقوفاً وارد ہے جس میں اس روزہ کو برابر ساٹھ ماہ کے روزوں کے کہا گیا ہے، شیخ نے سب سے امثل اور غنیمت کہا ہے لیکن پھر بھی ختم روایت پر یہ فرمادیا: فھٰذا احادیث ذکرت فیما حضر عند فامن الکتاب ولم یصح منھا علی ما قالوا شیئی وغایۃ الضعف وجلھا موضوع۔ مگر شیخ ہی نے ایک حدیث بروایت ابن ابی شیبہ وطبرانی حضرت عمرؓ سے نقل کی کہ حضرت عمرؓ صوم رجب پر لوگوں کے ہاتھوں پر مارتے تھے اور جبراً کھانے میں ڈلواتے تھے اور فرماتے تھے کہ یہ ماہ جاہلیت میں معظم تھا اسلام میں متروک ہو گیا۔ خیر اگر کوئی روزہ ہی رکھے تو اُس کو حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نہ سمجھے۔ دوسرے اس کو ہزاری یعنی ہزار روزہ کے برابر ثواب میں نہ سمجھے کہ اس میں منقول کی تغییر ہے۔ تیسرے اس کو حدیث صحیح کے برا نہ سمجھے۔ غایت سے غایت ضعیف سمجھ لے اور اس کو بھی کسی فقیہ سے تحقیق کرلے کہ حضرت ابوہریرہؓ کے بیان فضیلت اور حضرت عمرؓ کی ممانعت

ہیں عملاً کس کو ترجیح ہو گی۔

نمبر۲ :۔ رجبی یعنی اس کو معراج شریف کی تاریخ سمجھ کر اس میں اس کا بیان کرنا یہ بھی بناء غیر الواقع علی غیر الواقع ہے کیونکہ شیخ دہلوی نے ماثبت بالسنّہ میں اس تاریخ میں وقوع معراج ہی کا انکار کیا ہے بلکہ رمضان کی یا ربیع الاوّل ۲ھ نبوت کی ۱۷ تاریخ کو منقول کہا ہے اور عینی نے ربیع الاوّل میں اُس کے وقوع کو اکثر کا قول کہا ہے۔ بلکہ ابن حزم سے اس پر اجماع نقل کیا ہے اور سدی کا قول شوال کا اور بعض کا قول ذی الحج کا لکھا ہے اور ابن عبدالبر ونودی سے رجب کہا ہے تو یہ کل پانچ قول ہوئے اور بروایت ابن شیبہ جابرؓ و ابن عباسؓ سے دوشنبہ کا دن نقل کیا ہے (ج ۸ ص ۸۰) باقی خود اس رجبی میں جو امور منضم ہو گئے ہیں وعظ السّرور میں ان کی تحقیق کر دی گئی ہے۔

نمبر۳ :۔ بعض جگہ تبارک کی روٹیوں کی رسم ہے جس کی سرے ہی سے کچھ اصل نہیں۔

نمبر۴ :۔ اس ماہ کا نام مریم روزہ عوام مستورات میں مشہور ہے۔ اور ماثبت بالسنہ میں شیخ کے لکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ لقب ۱۵ تاریخ کا مشہور تھا اور پھر اس کو بھی بے اصل فرمایا ہے۔

نمبر۵ :۔ نیز شیخ نے صلوٰۃ الرغائب کا بھی ابطال کیا ہے البتہ انسؓ کی روایت سے اس ماہ کے متعلق یہ عمل ثابت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اس ماہ کے داخل ہونے کے وقت یہ فرماتے تھے :۔ اللّٰھم بارک لنا فی رجب و شعبان و بلغنا رمضان (نقلہ الشیخ ایضاً۔)

ضمیمہ متعلقہ رجب المرجب

علامہ شامی نے بعض اہلِ مکہ کی عادت رجب میں عمرہ کے اہتمام کے ذکر کرنے کے ساتھ یہ بھی نقل کیا ہے کہ یہ امر حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے نہ قول سے ثابت ہے اور نہ فعل سے البتہ اس قدر مروی ہے کہ عبداللہ بن الزبیرؓ بناء کعبہ کی تجدید سے ستائیس۲۷ رجب کے ذرا قبل جب فارغ ہوئے تھے تو بطور شکریہ کے کچھ جانور بھی ذبح کیے گئے تھے اور اہلِ مکہ کو عمرہ کرنے کے لیے فرمایا تھا اور صحابہ کا فعل بھی حجت ہے (صفحہ ۲۴۵ ج ۲) احقر عارض ہے کہ بلکہ رجب میں حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے عمرہ فرمانے کے نفی صحیح مسلم کی حدیث میں وارد ہے۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے رجب میں کبھی عمرہ نہیں فرمایا (ص ۴۰۹ ج ۱) اور حضرت عبداللہ بن الزبیرؓ کے فعل کا اتباع تین امر پر موقوف ہے۔ ایک۱ یہ کہ سند اس قصہ کی صحیح ہو تو وہ غیر معلوم دوسرے۲ یہ کہ عقاید عوام میں غلو نہ ہو جاوے اور ہمارے وقت میں غلو شاہد ہے۔ تیسرے یہ کہ مقصود ابن الزبیرؓ کا اس پر استدامت ہو اور اس کا دعوے محض بلا دلیل ہے وہ خاص اُسی وقت کے ساتھ متعلق تھا کہ ایک تازہ نعمت ظاہر ہوئی تھی اس پر دوام ایک گونہ عید منانا ہے جس کا غیر مشروع ہونا وعظ السرور میں مفصّل و مدلّل مذکور ہے۔

فائدہ

منجملہ اسباب زیارت فضیلت اس ماہ کے یہ ہے کہ بقول سہل بن عبداللہ تستری حسب روایت حافظ خطیب بغدادی حضور صلے اللہ علیہ وسلم بطن مادر میں اسی ماہ

رجب شب جمعہ میں تشریف لائے۔ کذا فی المورد الروی فی المولود النبوی للقاریؒ۔

شعبان

نمبر ۱:۔ پندرھویں[عہ] شب شعبان میں مُردوں کے لیے گورستان میں جاکر دعا و استغفار کرنا مستحب ہے اور حدیث سے ثابت ہے۔

نمبر ۲:۔ اگر کچھ صدقہ خیرات یا کھانا وغیرہ بھی پکاکر بخش دیا جاوے کوئی مضائقہ نہیں۔

نمبر ۳:۔ اس شب میں بیدار رہ کر عبادت کرنا خواہ خلوت میں یا جلوت میں افضل ہے لیکن اجتماع کا اہتمام نہ کیا جاوے۔

نمبر ۴:۔ پندرہویں تاریخ شعبان کو روزہ رکھنا مستحب ہے اور بہت فضیلت آئی ہے۔

نمبر ۵:۔ ۲۹ شعبان کو اگر چاند نظر نہ آوے تو ۳۰ کو گیارہ بجے تک شہادت کا انتظار کرنا چاہیئے۔ اس خیال سے روزہ رکھنا کہ اگر رمضان ثابت ہو گیا تو یہ روزہ رمضان میں محسوب ہو جائے گا ورنہ نفل ہو جائے گا یہ مکروہ ہے۔ اس کی حدیث میں ممانعت آئی ہے۔

نمبر ۶:۔ شعبان کے چاند کو اہتمام سے دیکھنے اور اس کی تاریخوں کا رمضان المبارک کے لیے خاص طور سے یاد رکھنے کا حدیث شریف میں حکم آیا ہے۔

عہ شعبان کے ختم مضمون کے قریب عنوان تنبیہ کے ذیل کا مضمون ملاحظہ ہو۔ ۱۲ منہ

نمبر ۷:۔ شب برات کو خصوصیت کے ساتھ حلوا پکانا اور اس کو حکم شرعی جاننا زیادۃ فی الدین ہے۔

نمبر ۸:۔ اس حلوے کے متعلق بعض لوگوں کا خیال ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دندانِ مبارک جب شہید ہوا تھا تو آپ نے حلوہ نوش فرمایا تھا اور بعض کہتے ہیں کہ حضرت امیر حمزہؓ کی شہادت اسی دن میں ہوئی تھی۔ یہ ان کی فاتحہ ہے۔
یہ سب بے اصل ہے۔ یہ دونوں واقعے شوال کے ہیں۔

نمبر ۹:۔ بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ شب برات سے پہلے اگر کوئی مر جادے اور شب برات کو اس کی فاتحہ نہ دلائی جائے تو وہ مُردوں میں شامل نہیں ہوتا یہ بالکل لغو ہے۔

نمبر ۱۰:۔ بعض لوگ اس تاریخ میں مسور کی دال ضرور پکاتے ہیں یہ بھی بے اصل ہے۔

نمبر ۱۱:۔ آتشبازی مطلقاً خصوص اس رات میں بالکل معصیت ہے۔

نمبر ۱۲:۔ آتشبازی کے لیے اپنے بچوں کو پیسے دینا یا اُن کے لیے خریدنا یا کسی قسم کی اعانت اُس کے متعلق کرنا بھی ناجائز ہے۔

نمبر ۱۳، ۱۴:۔ تاریخ شعبان کو تہوار منانا اور عید بقرعید کی طرح بچّوں کو کپڑے پہنانا اور عیدی دینا بے اصل ہے۔

نمبر ۱۴:۔ مکتب کے معلّموں کو اس دن میں مثل عید کے تعطیل بھی نہیں کرنا چاہیئے۔

نمبر ۱۵:۔ اس شب میں برتنوں کا بدلنا اور گھر لیپنا اور چراغوں کا زیادہ روشن کرنا

بلا دلیل ہے۔

اضافہ

فضائل ماہ و مطلق صوم دراں نمبر (۱) ارشاد نبوی۔ شعبان میرا مہینہ ہے (دیلمی)
نمبر (۲) حضور صلے اللہ علیہ وسلم اس میں کثرت سے روزہ رکھتے (شیخین و مؤطا ابو داؤد)۔
نمبر (۳) ارشاد نبوی۔ شعبان درمیان رجب و رمضان کے ہے اس میں بندوں کے اعمال پیش کیے جاتے ہیں۔ (بیہقی)

فضائل شب برات و عبادت دراں یعنی شب ۱۵ شعبان و صوم تاریخ ۱۵

نمبر ۱:۔ ارشاد نبویؐ :۔ حق تعالےٰ شب نصف شعبان میں آسمان دنیا کی طرف نزول فرماتا ہے اور سب گناہ گاروں کی مغفرت فرما دیتا ہے (یعنی جو مغفرت مانگے) بجز مشرک کے یا مشاحن کے یعنی جس کے دل میں کینہ ہو (بیہقی) اور اوزاعی نے اس کی یہ تفسیر کی ہے کہ جو شخص بدعت والا جماعت حق سے الگ ہونے والا ہو اور ایک روایت میں ان لوگوں کا استثنا اور آیا ہے۔ ظلم سے محصول لینے والا ۔ جادو گر۔ غیب کی خبریں بتلانے والا جیسے آج کل کے فال والے اور حاضرات والے اور عملیات والے کرتے ہیں۔ عریف یعنی ہاتھ کے خطوط یا دیگر آثار دیکھ کر بتلانیوالہ سرہنگ ظالم۔ جابی یعنی جو حاکم کو ناجائز محصول کے طریقے بتلا دے۔ کوبہ یعنی طبل یا نرد والہ۔ عرطبہ۔ یعنی طنبور والا (نوفل عن علی) اور ایک روایت میں قاطع رحم کا بھی استثنار آیا ہے (سعید بن منصور) اور ایک روایت میں ان کا بھی استثنار آیا ہے ٹخنے سے نیچے ازار پہننے والا۔ ماں باپ کو آزاد دینے والا ہمیشہ شراب پینے والا (بیہقی)

یعنی یہ زیادہ بُرا ہے ورنہ ایک بار شراب پینے والا بھی فاسق و مبغوض حق ہے۔

نمبر ۲:۔ ارشاد نبوی۔ نصف شب شعبان میں عبادت کرو اور اس کی صبح کو روزہ رکھو حق تعالےٰ غروب شمس ہی کے وقت آسمان دُنیا پر تشریف لاکر ارشاد فرماتے ہیں "کوئی مغفرت مانگنے والا ہے کہ میں اُس کو بخشوں، کوئی طالب رزق ہے کہ اس کو رزق دوں۔ کوئی مبتلائے مصیبت ہے کہ اس کو عافیت دوں ہے کوئی ایسا! ہے کوئی ایسا!" یہاں تک کہ فجر طلوع ہو جاتی ہے۔
(ابن ماجہ و بیہقی)

نمبر ۳:۔ ارشاد نبوی۔ اس شب میں اخلین اور روزمین اور جس کو حج کی توفیق ہوگی سب لکھے جاتے ہیں۔ (بیہقی)۔

نمبر ۴:۔ حضرت عائشہؓ فرماتے ہیں کہ ایک شب (کہ وہ شب یہی تھی) میں نے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو نہ پایا۔ میں تلاش کو نکلی آپ بقیع (قبرستان مدینہ) میں تھے۔ آپ نے فرمایا کہ اس شب میں اللہ تعالےٰ آسمانِ دُنیا پر نزول فرماتا ہے اور قبیلہ کلب کی بکریوں کے بالوں کی گنتی سے زیادہ کی بخشش فرما دیتا ہے۔
(ابن ابی شیبہ و ترمذی و ابن ماجہ و بیہقی)۔

نمبر ۵:۔ عطاء بن یسار نے کہا کہ شب نصف شعبان میں ملک الموت کو ایک فرد مِل جاتی ہے اور حکم ہوتا ہے کہ جو جو اس میں درج ہیں اُن کی جان اس (سال میں) قبض کرنا تو بعضا آدمی درخت لگا رہا ہے اور بیبیوں سے نکاح کر رہا ہے اور مکان تعمیر کر رہا ہے اور اُس کا نام مُردوں میں لکھا جا چکا ہے (ابن ابی الدنیا)۔

مُنکراتِ ماہِ ہذا

بہت سے چراغ روشن کرنا اور لہو لعب کے لیے جمع ہونا، آتش بازی میں مشغول ہونا۔ اور غالباً یہ عمل ہنود کی دیوالی سے لیا گیا ہے۔ علی بن ابراہیم کا قول ہے کہ زیادہ روشنی کرنا یہ بعض برامکہ سے شروع ہوا ہے۔ یہ لوگ اصل میں آتش پرست تھے۔ جب اسلام لائے تو انہوں نے یہ رسم اسلام میں داخل کی تاکہ مسلمانوں کے ساتھ نماز پڑھتے وقت آگ کو سجدہ کریں۔ پھر ائمہ ہدیٰ نے ان منکرات کو باطل کیا اور آٹھویں صدی کے شروع میں بلاد مصریہ و شامیہ میں ان منکرات کا خوب قلع قمع کیا گیا (عجب نہیں کہ یہ آتشبازی بھی اسی کا شعبہ ہو) ھذا کلہ من ماثبت بالسنۃ للشیخ الدھلوی۔ اور بعض حدیثوں میں جو نصف شعبان کے بعد روزہ کی ممانعت آئی ہے یہ اُس شخص کے لیے ہے جس کو احتمال ہو کہ ضعف ہو جاوے گا۔ پھر رمضان کا روزہ، بے رغبتی سے رکھا جاویگا۔

تنبیہ: مضمون بالا کے نمبر ۱، ۲ میں جو سرخی شعبان سے متصل ہیں بعض علماء نے کلام فرمایا اور بعد محاکمہ دوسرے علماء کے نمبر ۲ سے احقر نے رجوع کر لیا۔ پس اس پر بہ تخصیص وقت عمل نہ کیا جاوے اور نمبر (۱) محاکمہ کے بعد بھی سالم رہا اور عالمگیریہ میں بھی مذکور ہے وہ باقی ہے۔ مگر اس میں بھی یہ شرط ہے کہ اس کو اعتقاداً یا عملاً لازم نہ کر لیا جاوے تفصیل اس کلام و محاکمہ کی ترجیح الراجح[ع۱] حصہ سوم میں مذکور ہے۔

ع۱ یہ حصہ تتمہ ثالثہ امداد الفتاوے کے ساتھ شائع ہو گیا ہے

رمضان

صوم نمبر ۱:- بلا وجہ شرعی روزہ کو ترک کرنا حرام اور سخت گناہ ہے۔

نمبر ۲:- روزہ کی غرض قوت بہیمیہ کے منکسر کرنے میں منحصر نہیں ہے۔ اصل وجہ خدا اور رسول کا حکم ماننا ہے۔

نمبر ۳:- روزہ کی نسبت تمسخر کے کلمات کہنا مثلاً یہ کہ روزہ وہ رکھے جس کے گھر اناج نہ ہو یا یہ کہ ہم سے بھوکا نہیں مرا جاتا کفر ہے۔

نمبر ۴:- بلا ضرورت صرف روزہ چھوڑنے کے واسطے سفر کرنا یا بیمار بن جانا ناجائز ہے۔

نمبر ۵:- اچھا خاصا تندرست آدمی روزے کے بدلے فدیہ دینے سے روزہ سے بری نہ ہوگا۔ اسی طرح بیمار بھی جب تک اچھا ہونے کی اُمید ہو فدیہ پر کفایت نہیں کرسکتا قضا واجب ہوگی۔

نمبر ۶:- جو انطار شرعی عذر سے ہو اور اُس عذر کے دفع ہونے کے وقت کچھ دن باقی رہے تو کھانے پینے وغیرہ سے رُکنا چاہیئے۔

نمبر ۷:- بچوں کو بالغ ہونے سے پہلے روزہ رکھنے کی عادت ڈالو۔ جب وہ متحمل ہوسکیں ورنہ بعد بلوغ کے اُن کو روزہ رکھنا دشوار ہوگا۔

نمبر ۸:- بعضے لوگ سفر میں یا مرض میں جان کو آجاتے ہیں لیکن افطار نہیں کرتے اس کی بھی ممانعت ہے۔

نمبر ۹:- اگر شیر خوار بچہ کو والدہ کے روزہ رکھنے سے تکلیف و ضرر

ہو تو افطار کرنا چاہیئے بعد میں قضا کرلے۔

نمبر ۱۰:۔ محض خوشی منانے اور اپنا حوصلہ نکالنے کے واسطے بہت کم سمجھ بچوں سے روزہ رکھوانا ممنوع ہے۔

نمبر ۱۱ :۔ روزہ میں غیبت، نگاہِ بد اور تمام معاصی سے بہت اہتمام سے بچو۔ روزہ میں دل بہلانے کے واسطے ان معاصی کا مرتکب ہونا اور اسی طرح چوسر، گنجفہ کھیلنا، ہارمونیم، گراموفون بجانا اشد درجہ حرام ہے۔

نمبر ۱۲ :۔ جس طرح معاصی سے بچنا ضروری ہے اسی طرح لایعنی اور فضول کلام سے بھی بچنا چاہیئے۔

نمبر ۱۳ :۔ رمضان المبارک میں غذائے حلال کا بہت زیادہ خیال رکھو۔

نمبر ۱۴ :۔ منجھلے روزہ کا زیادہ اہتمام کرنے کی شریعت میں کوئی اصل نہیں ہے۔

فائدہ

تجربہ اور مشاہدہ سے رمضان المبارک کا یہ خاصہ ثابت ہوا ہے کہ رمضان المبارک میں جن معاصی اور ناجائز نفسانی خواہشوں سے آدمی بچتا ہے۔ تمام سال اُس کا یہ اثر رہتا ہے کہ بچنا آسان ہوتا ہے۔ اس لیے ہمت کر کے اس ماہ میں تمام معاصی خواہ اعضاءِ ظاہری سے اُن کا تعلق ہو یا قلب سے سب سے بچو۔

سحور۔ نمبر ۱۵ :۔ بعض لوگ آدھی رات ہی سے سحور کھا لیتے ہیں اس سے ثواب کامل سحور کا نہیں ہوتا۔

نمبر ۱۶ :۔ اور بعض اس قدر تاخیر کرتے ہیں کہ صبح صادق ہونے کا

شبہ ہو جاتا ہے اس سے بھی احتراز بہت لازم ہے۔

نمبر ۱۷:۔ بعض لوگ سحر تو مناسب وقت کھاتے ہیں مگر فضول حقہ و پان میں اس قدر دیر کرتے ہیں کہ اشتباہ ہو جاتا ہے۔

افطار۔ نمبر ۱۸:۔ افطاری کھانے میں اس قدر مشغولی کہ مغرب کی جماعت فوت ہو جاوے بہت ہی خسارہ کی بات ہے۔

نمبر ۱۹:۔ بہتر یہ ہے کہ روزہ مسجد میں افطار کیا کریں تاکہ جماعت نہ جاوے۔

نمبر ۲۰:۔ افطاری کی حرص سے گھر پر مغرب کی نماز پڑھنا اور مسجد و جماعت سے محروم رہنا بڑی کم ہمتی کی بات ہے۔

تراویح۔ نمبر ۲۱:۔ فارغ ہونے کی جلدی میں وقت سے پہلے کھڑے نہ ہونا چاہیئے ورنہ ترک فرض کا گناہ سر پر رہے گا۔

نمبر ۲۲:۔ عشاء کی اذان تراویح کی جلدی ہونے کے خیال سے وقت سے پہلے نہ کہلائیں۔

نمبر ۲۳:۔ قرآن شریف نہ بہت تیز پڑھیں کہ کچھ سمجھ میں نہ آوے اور نہ اس قدر ٹھہر کر کہ مقتدیوں کو تکلیف ہو۔

نمبر ۲۴:۔ ثنا، تسبیحات و تشہد و درود تراویح میں اطمینان کیساتھ ادا کرنا چاہیئے۔

نمبر ۲۵:۔ اُجرت مشروطہ یا معروفہ پر تراویح میں قرآن سُنانا ناجائز ہے۔

نمبر ۲۶:۔ ایسے بچوں کو امام بنانا کہ جن کو طہارت اور نماز کے مسائل معلوم نہیں ہیں اگرچہ وہ بالغ ہوں مناسب نہیں ہے۔

نمبر ۲۷:۔ ختم قرآن شریف پر شیرینی کا اہتمام والتزام نہ کرنا چاہیئے۔ خاص کر

چندہ کرکے شیرینی تقسیم کرنا تو اور بھی زیادہ مفاسد کو مشتمل ہے۔

نمبر ۲۸ :- ختم قرآن کے دن مسجد میں روشنی کا خاص اہتمام ثابت نہیں۔ بلکہ معصیت و اسراف ہے۔

نمبر ۲۹ :- نامحرم حافظوں کو گھر میں بلا کر عورتوں کا قرآن سننا مفاسد سے خالی نہیں ہے۔

صدقۂ فطر۔

نمبر ۳۰ :- صدقۂ فطر نصاب ہونے سے جیسا اپنی طرف سے واجب ہے اسی طرح اپنے بچوں کی طرف سے بھی واجب ہے۔

نمبر ۳۱ :- مسجد کے مؤذن اور امام اور سقہ کو اُجرت میں صدقۂ فطر دینے سے صدقۂ فطر ادا نہیں ہوتا۔

تنبیہ

باقی مسائل و احکام متعلقہ رمضان المبارک بہشتی زیور میں اور دُوسرے ضروری مضامین رسالہ تنزیہ رمضان میں دیکھو۔

اضافہ

ہلال کے مفصّل احکام معلوم ہونے کی بھی زیادہ ضرورت ہے اس لیے یہاں اس کے متعلق ضروری و غیر مشہور احکام تتمات امداد الفتاوے سے بحذف بعض دلائل بحوالہ صفحات نقل کیے جاتے ہیں۔ دلائل کے لیے ان صفحات کا مطالعہ ممکن ہے (صفحہ ۵۰۰ تتمہ ثالثہ قلمی امداد الفتاوی)۔

سوال :۔ جس شہر میں بوجہ ابر و غبار یا مطلع صاف ہونے کی صورت میں ۲۹ر شعبان یا رمضان کو چاند نظر نہ آیا ہو کیا وہ مکلف ہیں یا نہیں کہ کوشش کر کے دوسرے شہروں سے خبریں منگائی جائیں ؟

الجواب :۔ چونکہ کوئی حکم بلا دلیل ثابت نہیں ہوتا اور اُس کے وجوب کی کوئی دلیل نہیں لہٰذا یہ امر واجب نہیں ۔

سوال (تتمہ سوال سابق) اگر مکلّف ہیں تو وہ کون سے ذریعے ہیں کہ جن کے ذریعہ سے خبریں منگائی جاویں اور وہ قابلِ اعتبار ہوں اور جب معتبر ذریعہ سے خبر دوسرے شہروں سے آجاوے تو اس شہر کے قاضی یا مُفتی کو اس کا ماننا ضروری ہے یا نہیں ۔ اور اگر قاضی نہ مانے اور عمل نہ کرے تو گناہ گار ہوگا یا نہیں ؟

الجواب :۔ اس کے مکلّف تو نہیں لیکن اگر دُوسری جگہ سے خبر آجاوے تو اُس کے معتبر ہونے کے لیے یہ شرط ہے کہ وہ طریق موجب سے پہنچے اور طریق موجب یہ ہیں :۔ ایک ؕ شہادت بالروایۃ ۔ دوسرےؕ شہادت علے الشہادت بالرویۃ ۔ تیسرےؕ شہادت علی حکم الحاکم ۔ چوتھےؕ استفاضہ ۔ جو حکم حاکم کے حکم میں ہے ۔ کذا فی الدر المختار ۔ قولہ شهد وانه شهد الی قولہ مجتبی وغیرہ وفی رد المختار من قولہ لانه حکایة الی قولہ لمجرد الشیوع ج ۲ ص ۹۵ ۱۵۱ ۔ وکما فی در المختار من قولہ فیلزم اهل المشرق الی قولہ کما مر وفی رد المختار من قولہ بطریق موجب الی قولہ لانه حکایة ج ۲ ص ۱۵۵ ۔

اور جب ان ذرائع سے خبر آوے گی اُس پر عمل واجب ہے اور ظاہر ہے کہ ترک واجب معصیت ہے لیکن اگر کسی کے اجتہاد میں وہ طریق موجب نہ ہو تو وہ معذور ہے اور رمضان میں جس طرح رویت پر ایک کی شہادت معتبر ہے اسی طرح اس شہادت پر

بھی ایک کی شہادت معتبر ہے۔ فی درالمختار ویقبل (اے فی رمضان) شہادۃ واحد علی اٰخر الخ ج ۲ ص ۱۳۶۔ اور اسی طرح جہاں حاکم نہ ہو فطر میں عدد تو ضروری ہے لیکن لفظ شہادت ضروری نہیں۔ کذا فی الدر المختار ایضاً ولو کانوا ببلدۃ لاحاکم فیہا صاموا القول ثقۃ و افطروا باخبار عدلین مع العلۃ ج ۲ ص ۱۳۶۔

سوال:۔ چاند کے دیکھنے کی خبر ایک شہر سے یا چند شہروں سے بذریعہ تار یا خط آوے تو وہ قابل اعتبار ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ چونکہ تار میں اس کی کوئی علامت نہیں کہ کس کا تار ہے نیز اس میں غلط اور خلط بھی کثیر ہوتا ہے اس لیے معتبر نہیں۔

سوال:۔ ایک شہر سے یا چند شہروں سے ایک شخص یا چند شخصوں کے خطوط کے ذریعے سے رویت ہلال کی خبر آئی کہ ہم نے ۲۹ کو چاند خود اور بہت سے لوگوں نے دیکھا یہ قابلِ اعتبار ہے یا نہیں؟ اور عوام الناس کے اور قاضی کے نام کے خط میں کچھ فرق ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ فی ردالمختار ، الظاھر انہ یلزم اھل القریٰ الصوم بسماع المدافع او رؤیۃ القنادیل من المصر لانہ علامۃ ظاھرۃ تفید غلبۃ الظن وغلبۃ الظن حجۃ موجبۃ للعمل کما صرحوا بہ واحتمال کون ذلک لغیر رمضان بعید اذ لا یفعل مثل ذلک عادۃ فی لیلۃ الشک الا لثبوت رمضان ج ۲ ص ۱۳۹ وفی الدرالمختار لا یعمل بالخط الا فی مسئلۃ کتاب الامان ویلحق بہ البرات ودفتر بیاع وصراف وسمسار وجوزہ محمد لراو وقاص وشاھد ان یتقن بہ قیل وبہ یفتی واطال فی ذالک صاحب ردالمحتار ورجح العمل بہ اذا امن من التزویر ج ص ۵۴۶ الی ص ۵۴۹

اس سے معلوم ہُوا کہ جو مضمون زبانی حجت ہے وہ خط سے بھی حجت ہے جب خط کی شناخت اور اُس کے واقعی ہونے پر اطمینان ہو اور قاضی عرفی اور عوام برابر ہیں ۔

سوال :۔ ایک شہر میں ۲۹ رشعبان کو بوجہ ابر وغبار چاند دکھائی نہیں دیا۔ کسی دُوسرے شہر کی شہادت قابلِ اعتبار گزری کہ ۲۹ تاریخ کو شعبان کا چاند فلاں مقام پر میں نے دیکھا ہے جس کو قاضی نے مان لیا اور اس شہادت کے اعتبار سے رمضان المبارک کی ۳۰ تاریخ کو مطلع صاف ہونے کی صورت میں بھی چاند نظر نہیں آیا تو ایسی صورت میں جبکہ اس شہر کی رویت کے حساب سے ۲۹ ہے اور اس شہادت کے حساب سے تیس تاریخ ہوتی ہے پس کیا کرنا چاہیئے اور اگر وہ گواہ خاص اسی شہر میں ۲۹ شعبان کو چاند دیکھنا بیان کریں اور فوراً حاضر نہ ہوں تو ایسی صورت میں کچھ فرق ہو جاویگا یا نہیں ؟

الجواب :۔ فی الدر المختار ۔ ولو صاموا بقول عدل حیث یجوز وغم ھلال الفطر الخ فی رد المختار عن المعراج عن المجتبی ان حل الفطر ھنا ای فیما اذا غم ھلال الفطر محل وفاق وانما الخلاف فیما اذا لم تغیم ولم یر الھلال فعند ھما لا یحل الفطر وعند محمد یحل کما قالہ شمس الائمۃ الحلوانی وحررہ الشرنبلالی فی الامداد قال فی غایۃ البیان وجہ قول محمد وھو الاصح ان الفطر ما ثبت بقول الواحد ابتداً بل بناءً وتبعاً فکم من شیٔ یثبت ضمناً ولا یثبت قصداً الخ ج ۲ ص ۱۵۱ ۔

اس سے معلوم ہُوا کہ یہ صورت مختلف فیہ ہے ۔ مگر علامہ شامی کا رجحان امام محمدؒ کے قول کی تصحیح و ترجیح کی طرف ہے کہ باوجود مطلع صاف ہونے کے بھی عید کرلیں گے لیکن جہاں تشویش عوام کا اندیشہ ہے شیخین کے قول پر فتوے دینا مناسب ہے بلکہ اس کو تنبیہ بھی کرنا چاہیئے ۔ فی رد المختار : قال فی الدرد ویعزر ذلک

الشاھد ای لظھور کذبہ ج دص مذکور۔ اور جو گواہ خود شہر میں موجود تھا اور اس وقت حاضر نہ ہُوا اور ایک مہینہ کے بعد آکر بیان کرے اُس پر اعتبار نہ کیا جاوے کیونکہ اس نے ترک واجب کیا اس لیے عادل نہ رہا اور ایسا شخص مقبول الشہادۃ نہیں۔ فی الدر المختار وھل لہ ای للفاسق ان یشھد الی قولہ ویجب علی الجاریۃ المخدرۃ ان تخرج ج ۲ ص ۱۲۵، ۱۲۶۔ البتہ اگر وہ اس توقف کا کوئی عذر جو شرعاً مسموع ہو بیان کرے تو مقبول ہو گا کما فی رد المختار ص مذکور وقول الشارح۔ وھل لہ یفید عدم الوجوب بناءً علی عدم علمہ باعتقاد القاضی الخ وفی رد المختار وعلیہ تفرع مالو شھدوا فی اٰخر رمضان برویۃ ھلالہ قبل صومھم بیوم ان کانوا فی المصر ردت لترکھم الحسبۃ وان جاؤا من خارج قبلت من الفتح ملخصاً۔ ج ۲ ص ۱۲۵۔

سوال ۔ بحالت صاف ہونے مطلع کے ابر وغبار سے ہلال عید اور رمضان کے لیے قاضی کو قبول شہادت کے لیے کس قدر نصاب کی ضرورت ہے اور کتب فقہ میں جو جم غفیر لکھا ہے اس سے کیا مراد اور اس میں علماء کے کیا کیا قول ہیں اور مفتی بہ قول کیا ہے ؟

الجواب :۔ اقوال مختلفہ میں سے حد صحیح یہ ہے :۔ یقع العلم الشرعی وھو غلبۃ الظن بخبرھم وھو مفوض الی رای الامام من غیر تقدیر بعدد علی المذھب کذا فی المختار۔ ج ۲ ص ۱۲۸۔

سوال :۔ ہلال عید و رمضان کی شہادت کے لیے شاہدوں میں عدل کی ضرورت ہے یا نہیں اور عدل کی کیا تعریف ہے ؟ یعنی رویت ہلال کے بارے میں فاسق فاجر یا مستور الحال کی شہادت معتبر ہے یا نہیں ؟

الجواب :۔ فی الدر المختار۔ الصوم مع علۃ کغیم و غبار خبر عدل او مستور

علی ما صححہ البزازی علی خلاف ظاھر الروایۃ لا فاسق اتفاقاً الی قولہ وشرط للفطر مع العلۃ والعدالۃ نصاب الشہادۃ الخ وفی رد المحتار. العدالۃ ملکۃ تحمل علی ملازمۃ التقویٰ والمروۃ والشرط ادناھا وھو ترک الکبائر والاصرار علی الصغائر وما یخل بالمروۃ. ج ۲ صـــ ۱۲۵ اور یہ شرط خبر واحد میں ہے اور جمع عظیم مفید تواتر میں یہ شرط نہیں۔

سوال :۔ رویت ہلال کے بارے میں کس قدر دور دراز کی خبر ایک شہر سے دوسرے شہر میں مانی جاسکتی ہے۔ اس میں کچھ علماء کا اختلاف ہے یا نہیں اور مذہب حنفیہ میں اس کی بابت مفتی بہ قول کیا ہے؟

الجواب :۔ فی الدر المختار واختلاف المطالع غیر معتبر علی ظاھر المذھب وعلیہ اکثر المشائخ وعلیہ الفتوےٰ بحر عن الخلاصۃ فیلزم اھل المشرق برویۃ اھل المغرب اذا ثبت عندھم رویۃ اولئک بطریق موجب الی قولہ قال الکمال الاخذ بظاھر الروایۃ احوط ج ۲ صـــ ۱۵۴-۱۵۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ مفتی بہ قول یہی ہے کہ اختلاف مطالع معتبر نہیں۔

تتمہ جلد اوّل امداد الفتاویٰ صـــ ۶۴

(تحقیق متعلق تار) بعد نقل ایک تمہید متضمن دو مسئلہ مع دلائل کے یہ احکام ہیں :۔

نمبر ۱ :۔ ایک یا متعدد تار کا مضمون دیکھنا چاہیئے کہ کیا ہے اگر یہ ہے کہ یہاں چاند ہوا ہے یا فلاں شخص نے دیکھا ہے یا بہت آدمیوں نے دیکھا ہے اور اکثر تاروں کا ایسا ہی مضمون ہوتا ہے تب تو معتبر نہیں اگرچہ کتنے ہی تار ہوں اور اگر یہ مضمون ہے کہ میں نے دیکھا ہے یا فلاں شخص نے میرے سامنے اپنا

دیکھنا بیان کیا یا یہاں کے فلاں حاکم شرعی یا عالم و مفتی نے قبول کرلیا ہے یا یہاں عید ہے تو اس کا حکم یہ ہے کہ اگر تار ایک ہے تو عمل جائز نہیں کیونکہ کلام ہلالِ عید میں ہے اور اگر دو تین ہیں اور بادل نہیں تھا تب بھی عمل جائز نہیں اور اگر دو تین تار بادل کی حالت میں آئے مگر تار دینے والے معتبر نہیں یا شناسا نہیں تب بھی عمل جائز نہیں اور اگر بادل کی حالت میں دو تین معتبر لوگوں کے آئے یا بدون بادل اُٹھ دس آگئے اور مضمون وہ ہے جو آخر میں لکھا ہے کہ میں نے دیکھا ہے الخ تو اس کا حکم یہ ہے کہ اگر دل گواہی دے کہ اس میں کذب اور خطا نہیں ہوئی تو عمل جائز ہے اور اگر دل گواہی نہ دے تو عمل جائز نہیں اور جہاں کوئی عالم محقق ہو وہاں عوام کے دل کی گواہی معتبر نہیں۔ عالم کے دل کی گواہی اور اُن کا فتوےٰ حجت ہے اور عوام کی خود رائی کرنا یا فتوے کے خلاف کرنا جائز نہیں اور ایک جگہ کے تار کی خبر جو دُوسری جگہ بذریعہ تار دی جاتی ہے۔ چونکہ اس کا مضمون ویسا نہیں ہوتا جس کا معتبر ہونا اوپر بیان کیا ہے اس لیے وہ بھی معتبر نہیں ہے اور یہی تفصیل صورتوں کی اور احکام کی خط میں بھی ہے عبارت سالقہ متضمنہ حکم تار میں ہر جگہ بجائے لفظ تار لفظ خط رکھ دیا جاوے تو خط کے سب احکام کی تعیین ہو جاوے گی۔

نمبر ۲:۔ جو طریق خبر کے معتبر ہونے کے نمبر ۱ میں مذکور ہوئے ہیں چونکہ ان ممالک کے تاروں کے آنے یا منگانے میں اُن کی رعایت نہیں کی جاتی لہٰذا وہ حجت نہیں۔ البتہ اگر قواعد شرعیہ کی پوری رعایت ہو تو واقعہ جزئیہ کو عین وقت پہ کسی عالم سے رجوع کر کے حکم شرعی پوچھ لیا جاوے اور صرف اختلاف مطالع حنفیہ کے نزدیک مانع قبول نہیں۔

نمبر ۳ :- چونکہ معاملات و دیانات میں فرق ہے اسی طرح شہادت و اخبار میں بھی فرق ہے اس لیے معاملات میں عدم اعتبار شہادت مطلقاً مستلزم نہیں دیانات میں عدم اعتبار مطلقاً کو بلکہ اس میں تفصیل ہوگی جو نمبر ۱ میں مذکور ہوئی ۔

نمبر ۴ :- جس طرح تار کے مضمون میں تفصیل ہے اسی طرح خط کے مضمون میں بھی ہے جو نمبر ۱ میں بسط کے ساتھ مذکور ہو چکی ہے ۔

شوال

نمبر ۱ :- اکثر لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ عید کی شب میں روزہ ہوتا ہے اور صبح کو کہتے ہیں کہ روزہ کھول لو یہ بالکل بے اصل ہے ۔ ہاں عید کی نماز کو کچھ کھا کر جانا سُنت ہے ۔

نمبر ۲ :- سویاں پکانی ضروری خیال کرتے ہیں یہ بھی غلط ہے بلکہ چاہے پکاوے اور چاہے نہ پکاوے شرع میں اس تخصیص کی کوئی اصل نہیں ۔

نمبر ۳ :- کپڑوں کا بہت لوگ اہتمام کرتے ہیں حتیٰ کہ بعض لوگ قرض لے کر نئے کپڑے بنواتے ہیں بعض مستعار کپڑے پہنتے ہیں اسکی بھی کوئی اصل نہیں بلکہ سنت یہ ہے کہ ہر شخص کے پاس جو کپڑے ہیں اُن میں سے جو اچھے ہیں وہ پہنے ۔

نمبر ۴ :- عید الفطر کے دن بارہ[۱۲] چیزیں مسنون ہیں ۔ شرع کے[۱] موافق آرائش کرنا ۔ غسل[۲] کرنا ۔ مسواک[۳] کرنا ۔ عمدہ[۴] کپڑے جو پاس موجود ہوں پہننا ۔ خوشبو[۵] لگانا ۔ صبح کو سویرے[۶] اُٹھنا ۔ عیدگاہ سویرے[۷] جانا ۔ عیدگاہ[۸] جانے سے قبل کوئی شیریں چیز کھانا ۔ عیدگاہ[۹] جانے سے قبل صدقہ فطر دے دینا ۔ عید[۱۰] کی نماز بلا عذر شہر میں نہ پڑھنا ۔

جس[11] راستے سے آوے اُس کے علاوہ دُوسرے راستہ سے واپس آنا۔ پیادہ[12] جانا اور راستہ میں اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ آہستہ پڑھتا جاوے۔

نمبر ۵:۔ عید الفطر کی نماز پڑھنے کا یہ طریقہ ہے کہ اوّل یہ نیّت کرے کہ "میں دو رکعت واجب عید الفطر مع چھ تکبیروں کے ادا کرتا ہوں" پھر یہ نیّت کر کے ہاتھ باندھ لے اور سبحانک اللّٰھم الخ پڑھکر تین مرتبہ اللّٰہ اکبر کہے اور ہر مرتبہ کانوں تک ہاتھ اُٹھائے اور بعد تکبیر کے ہاتھ چھوڑ دے مگر بعد تیسری تکبیر کے ہاتھ باندھ لے اور امام قرآت شروع کرے اور مقتدی خاموش کھڑا رہے اور حسبِ دستور دو رکعت پڑھے دوسری رکعت میں بعد قرآت امام کے تین تکبیریں مثل سابق کے کہے لیکن یہاں تیسری تکبیر کے بعد ہاتھ نہ باندھے بلکہ چھوڑ دے اور پھر تکبیر کہہ کر رکوع میں جاوے۔

نمبر ۶:۔ خطبہ عیدین کا سُنت ہے اور حاضرین پر اُس کا سُننا واجب ہے اُس وقت بولنا چالنا یا نماز پڑھنا حرام ہے۔

نمبر ۷:۔ یہ ایک عام قاعدہ ہے کہ بعد نماز عید آپس میں معانقہ اور مصافحہ کرتے ہیں اور اُس کو ضروری خیال کرتے ہیں یہ بالکل بدعت ہے ہاں جو لوگ باہر سے آئے ہیں اگر اُن سے بوجہ ملاقات کے مثل اور ایام کے معانقہ یا مصافحہ کیا جاوے تو کچھ حرج نہیں ہے۔

نمبر ۸:۔ عید کے روز باہم ایک دوسرے کو اس لفظ سے تہنیت دینا کہ تقبل اللّٰہ منا و منکم یا اس کے ہم مضمون لفظ سے جیسا عید مبارک[13] وغیرہ جائز

اور فی الجملہ مستحب ہے بشرطیکہ بطور رسم کے پابندی کے ساتھ نہ ہو۔

نمبر ۹:۔ اگر عید جمعہ کے روز واقع ہو تو دونوں کی نماز لازم ہے اوّل واجب دُوسری فرض۔

نمبر ۱۰:۔ بعض بے علم جمعہ کے روز عید واقع ہونے کو نامبارک سمجھتے ہیں یہ زعم بالکل باطل ہے بلکہ اس میں دو برکتیں جمع ہو جاویں گی کسی نے خوب کہا ہے:۔

عیدٌ و عیدٌ و عیدٌ صرن مجمعہ وجہ الحبیب و یوم العید والجمعہ

ترجمہ نظم:۔ ایک عید اور دوسری اور تیسری، روئے محبوب اور عید اور جمعہ بھی

تنبیہ:۔ صدقہ فطر کا بیان اوپر رمضان کے مضمون میں آچکا۔

مزید احکام

(نمبر ا صدقہ فطر) بعض لوگ صدقۂ فطر مؤذنوں اور اماموں کو اس طرح دیتے ہیں کہ جب اُن کو مسجد میں رکھتے ہیں تو منجملہ اور اشیاء کے ایک صدقۂ فطر کو بھی اُن کی اذان یا امامت کی اُجرت میں شرط ٹھہر لیتے ہیں کہ ہر سال صدقۂ فطر بھی ملا کریگا تو اس طرح شرط کر کے ان لوگوں کو صدقۂ فطر دینے سے ادا نہیں ہوتا۔ اگر ایسا کیا گیا ہے تو اُس قدر دوبارہ فقراء پر صدقہ کرنا لازم ہے ہاں اگر بغیر کسی شرط کے صرف غریب سمجھ کر ان ہی کو دیدیا جاوے تو کچھ حرج نہیں ہے اور اگر کسی جگہ مشروط تو نہ ہو مگر معروف ہو تو اُس وقت ان کو مسجد میں رکھتے وقت تصریحاً اُس کی نفی کر دینا چاہیئے کہ صدقۂ فطر نہ ملے گا۔

نمبر ۲ صوم:۔ ماہ شوال میں چھ دن نفل روزہ رکھنے کی فضیلت اور دوسرے نفل روزوں سے بہت زیادہ ہے جن کو کہ شش عید کے

روزے کہتے ہیں۔ لیکن اس میں بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ اگر ان کو عید کے اگلے ہی دن سے شروع کر دے تب تو وہ ثواب ملتا ہے ورنہ نہیں ملتا۔ تو یہ خیال غلط ہے بلکہ اگر مہینہ بھر میں بھی ان کو پورا کر لیا تو ثواب ملے گا خواہ عید کے اگلے ہی دن شروع کرے یا بعد کو شروع کرے اور خواہ لگا تار رکھے یا متفرق طور پر رکھے ہر طرح ثواب ملے گا۔

نمبر ۳ صوم :۔ بعض لوگ ان چھ روزوں میں اپنے پچھلے قضاء کے روزوں کو محسوب کر لیتے ہیں کہ شش عید کے روزے بھی ہو گئے اور قضاء بھی ادا ہو گئی۔ تو خوب سمجھ لو کہ ان میں قضاء کی نیت کرنے سے وہ فضیلت شش عید کی حاصل نہ ہو گی۔ قضاء الگ ادا کرے اور ان کو ثواب کے لیے الگ رکھے۔ گو بعض کتابوں میں اس کو لکھ دیا ہے لیکن قواعد کے خلاف ہونے سے وہ صحیح نہیں خوب سمجھ لو۔

نمبر ۴، ۵ حج[۱] :۔ جس کے پاس ضروریات سے زائد اتنا خرچ ہو کہ سواری پر متوسط گزران سے کھاتا پیتا چلا جاوے اور حج کر کے چلا آوے اُسکے ذمہ حج فرض ہو جاتا ہے اور حج کی بہت بڑی بزرگی آئی ہے چنانچہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو حج گناہوں اور خرابیوں سے پاک ہو اس کا بدلہ بجز بہشت کے اور کچھ نہیں ہے اسی طرح عمرہ پر بھی بڑے ثواب کا وعدہ فرمایا گیا ہے۔ چنانچہ

---

[۱] یہ احکام اعمال شوال میں اس لیے لکھے کہ شوال سے اشہر حج شروع ہو جاتے ہیں نیز عادتاً بھی ہمارے دیار میں حج کی تیاری اور سفر اسی ماہ میں کرتے ہیں۔ ۱۲ منہ

حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حج اور عمرہ گناہوں کو اس طرح دور کرتے ہیں جیسے بھٹی لوہے کے میل کو دور کرتی ہے اور جس کے ذمّے حج فرض ہو اور وہ نہ کرے اس کے لیے بڑی دھمکی آئی ہے ۔ چنانچہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس کے پاس کھانے پینے اور سواری کا اتنا سامان ہو کہ وہ بیت اللہ شریف تک جا سکے اور پھر وہ حج نہ کرے تو کچھ بعید نہیں کہ وہ یہودی ہو کر مرے یا نصرانی ہو کر مرے (نعوذ باللہ) غرضیکہ حج کی بے حد فضیلت آئی ہے اور اُس کے تارک پر جبکہ اس پر فرض ہو چکا ہو سخت وعید آئی ہے ۔ سو اتنی بات تو اکثروں کو معلوم ہے لیکن اس میں بعض غلطیاں عام ہو رہی ہیں ۔ اُن کو اس جگہ ظاہر کیا جاتا ہے :۔

(الف) جب حج کے خرچ کا حساب لگاتے ہیں تو اُس میں زیارت مدینہ منورہ کے خرچ کا بھی حساب لگاتے ہیں ۔ پس اگر مدینہ منوّرہ تک جانے کا خرچ ہوتا ہے جب تو حج کو فرض سمجھتے ہیں ورنہ فرض نہیں سمجھتے ۔ تو یاد رکھو کہ اگر صرف سفر حج کے لیے جانے کا اور وہاں سے واپس چلے آنے کا خرچ ہو تو حج فرض ہو جاتا ہے گو مدینہ منوّرہ کی زیارت کے لیے خرچ نہ ہو ۔ البتہ اگر اُس کی زیارت کا سامان یا ہمّت ہو تو اس کا بھی بیحد و حساب ثواب ہے لیکن حج کا فرض ہونا اس پر موقوف نہیں ۔ اگر ایسا شخص حج نہ کریگا تو اس کے لیے وہی وعید ہے جو مذکور بالا حدیث میں آئی ہے ۔

(ب) راستہ میں اگر ذرا سا بھی شبہ ہوتا ہے تو لوگ حج فرض نہیں سمجھتے ۔ تو مسئلہ یہ ہے کہ اگر راستہ میں غالب گمان سلامتی کا ہے اور گمان بدامنی کا مغلوب ہے تو حج فرض ہو جاتا ہے اور جانا ضروری ہے ذرا ذرا سے اندیشہ کا اعتبار نہیں ہے ۔

ذیقعدہ

بعض لوگ ذی قعدہ کے مہینے میں شادی وغیرہ کرنے کو منحوس سمجھتے ہیں اور اس کو خالی کا مہینہ کہتے ہیں۔ سو یہ بالکل غلط ہے کسی مہینے یا دن کو منحوس نہ سمجھنا چاہیئے۔

ذی الحج

نمبر ۱:۔ عید الاضحیٰ کی نماز کا بھی وہی طریقہ ہے جو کہ عید الفطر کی نماز کا اوپر شوال کے احکام میں لکھا گیا ہے صرف اس قدر فرق ہے کہ نیت میں لفظ عید الفطر کی جگہ عید الاضحیٰ کہے۔

نمبر ۲:۔ ذی الحج کی نویں تاریخ کی صبح سے تیرھویں تاریخ کی عصر تک ہر فرض نماز کے بعد (جو باجماعت مقیم ہونے کی حالت میں شہر میں ادا کی جاوے) تکبیرات تشریق بآواز بلند واجب ہیں۔ مسافر اور عورت[1] اور منفرد کے لیے بھی بعض علماء کا قول ہے اس لیے اگر کہہ لیں تو بہتر ہے۔ تکبیرات یہ ہیں:۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ۔

نمبر ۳:۔ عیدگاہ کے راستہ میں بلند آواز سے تکبیرات تشریق پڑھتا ہوا جاوے۔

نمبر ۴:۔ ان ایام میں قربانی کا بہت زیادہ ثواب ہے جس پر صدقہ فطر واجب

---

[1] عورت اگر تکبیر کہے تو آہستہ کہے ۱۲ منہ

ہے اُس پر قربانی بھی واجب ہے اور اگر کوئی غریب جس پر واجب نہیں ہے قربانی کر دے اُس کو بھی بہت زیادہ ثواب ملتا ہے اور قربانی کے تین دن ہیں دسویں تاریخ بعد نماز عید سے بارہویں کے غروب آفتاب سے قبل تک۔

نمبر ۵:۔ گاؤں والے قربانی نماز عید سے پہلے کر سکتے ہیں لیکن صبح صادق سے پہلے اُن کو بھی جائز نہیں۔ اکثر لوگ ایسی غلطی کرتے ہیں۔

نمبر ۶:۔ جب قربانی کا جانور قبلہ رُخ لٹا دے تو پہلے یہ دُعا پڑھے:۔
اِنّی وجّهت وجهی للّذی فطر السّمٰوٰت والارض حنیفاً وما انا من المشرکین۔ ان صلاتی ونسکی ومحیای ومماتی للّٰہ رب العالمین لا شریک له وبذالك امرت وانا من المسلمین اللّٰهم منك ولك۔ پھر بسم اللّٰہ اللّٰہ اکبر کہکر ذبح کرے اور بعد ذبح یہ دُعا پڑھے:۔ اللّٰهم تقبله منّی[1] کما تقبلت من حبیبك محمد وخلیلك ابراهیم علیهما الصّلٰوة والسلام

نمبر ۷:۔ اکثر لوگ قربانی کی کھال اذان وغیرہ کی اُجرت میں دیدیتے ہیں۔ یہ ہرگز جائز نہیں۔ یا تو خود اُس کھال کو بدون فروخت کیے ہوئے اپنے استعمال میں لاوے ورنہ فروخت کرنے کے بعد اُس کی قیمت کا صدقہ کرنا واجب ہے اس قیمت کو اپنے کسی صرف میں لانا جائز نہیں۔

نمبر ۸:۔ ایک رسم عام یہ ہو گئی ہے کہ قربانی کے بعض حصّص کو بعض لوگوں کا حق سمجھا جاتا ہے اور اگر اُن کو وہ چیزیں نہ دی جاویں تو جھگڑا ہوتا ہے۔ یہ حق سمجھنا بالکل ناجائز ہے۔ صاحب قربانی جس کو جو چاہے تبرعاً دے سکتا ہے اگر وہ کسی کو ایک بوٹی بھی نہ دے تب بھی اُس کو جائز ہے۔ لیکن مستحب ہے کہ قربانی

---

[1] اگر کسی اور کیطرف سے ذبح کرے تو منّی کی جگہ من فلاں کہے اور فلاں کی جگہ اسکا نام لے۔ ۱۲ منہ

کا گوشت خود بھی کھاوے اور اعزا و اقارب و فقرا کو بھی دے مگر فقرا کو دینے میں ایک تہائی سے کمی نہ کرنا مستحب ہے ضروری نہیں۔

نمبر ۹:۔ قربانی کا جانور خوب موٹا تازہ خوب صورت ہو۔ کانا، اندھا، لنگڑا، ٹنڈا۔ دُبلا نہ ہو۔

نمبر ۱۰:۔ بعض لوگ گابھن گائے بکری کی قربانی ناجائز سمجھتے ہیں یہ غلط ہے لیکن مستحسن یہی ہے کہ اس کو ذبح نہ کیا جاوے۔

نمبر ۱۱:۔ اکثر لوگ گوشت کو بے وزن کیے ہوئے تقسیم کر لیتے ہیں یہ جائز نہیں اگرچہ سب شرکاء راضی ہوں۔

نمبر ۱۲:۔ ایک گائے اور ایک اُونٹ میں سات آدمی شریک ہو سکتے ہیں اور بھیڑ بکری دنبہ میں ایک آدمی۔

نمبر ۱۳:۔ قربانی کے لیے گائے بھینس دو برس کی اور اُونٹ پانچ برس کا۔ اور بکری بھیڑ دُنبہ ایک سال کا ہونا چاہیئے اور دنبہ یا بھیڑ اگر اتنا موٹا تازہ ہو کہ سال بھر کا معلوم ہوتا ہو اور اگر سال بھر والے بچوں میں چھوڑ دیا جاوے تو کچھ فرق معلوم نہ ہو تو ان کے چھ مہینہ کے بچہ کی قربانی بھی جائز ہے ورنہ سال بھر کا ہونا چاہیئے۔

نمبر ۱۴:۔ مردہ کی طرف سے بھی قربانی جائز ہے اور اُس کے گوشت کا حکم مثل اپنی قربانی کے گوشت کا ہے۔ البتہ اگر مُردے کی وصیّت پر اس کے ترکہ سے قربانی کی ہو تو اُس گوشت کا تمام خیرات کر دینا واجب ہے۔

نمبر ۱۵:۔ ذبح سے پہلے کھال کا فروخت کر ڈالنا حرام ہے۔

متعلقہ حج ۔ نمبر ۱ :۔ بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ جب اتنا خرچ پاس ہو کہ مکّہ اور مدینہ دونوں کا سفر کر سکے تب حج فرض ہوتا ہے سو یہ غلط ہے ۔ اگر مدینہ کے سفر کا خرچ نہ ہو تب بھی حج فرض ہو جاتا ہے ۔

نمبر ۲ :۔ جس پر حج فرض ہو اور اُس کے والدین منع کرتے ہوں اُس کو جانا فرض ہے اس میں والدین کی اطاعت جائز نہیں ۔

نمبر ۳ :۔ اسی طرح جس عورت پر حج فرض ہو اور اُس کے ساتھ اُس کا محرم بھی ہو مگر اُسکا شوہر منع کرتا ہو اُسکو شوہر کا کہنا ماننا جائز نہیں ۔

نمبر ۴ :۔ بعض عورتیں بدون محرم کے دوسری عورتوں کے ساتھ یا ثقہ مردوں کے ساتھ حج کو چلی جاتی ہیں یہ جائز نہیں ۔

نمبر ۵ :۔ عورت اگر عدت میں ہو اُسکو حج کا سفر کرنا جائز نہیں ۔

نمبر ۶ :۔ جس نے نابالغی میں حج کیا ہو اور پھر اُس کو گنجائش سفر حج کی ہو جاوے تو پھر اُس پر حج فرض ہوگا وہ پہلا حج کافی نہیں ۔

نمبر ۷ :۔ اگر بلوغ کے بعد ناداری کی حالت میں حج کیا ہو اور پھر مالدار ہو جاوے تو وہ پہلا حج کافی ہے ۔

نمبر ۸ :۔ حج بدل کے مسائل بہت نازک ہیں جب کوئی حج بدل کے لیے جاوے یا کسی کو بھیجے تو کسی محقق عالم سے اس کے مسائل تحقیق کر لے ۔

نمبر ۹ :۔ بعض لوگ تبرکات لانے کو ایسا لازم سمجھتے ہیں کہ اگر اُس کے زیادہ

عہ یہ مسئلہ اوپر بھی اعمال شوال حرف اول میں اس سے زیادہ مفصل آچکا ہے ۔ ۱۲ منہ

خریدنے کے لائق خرچ نہ ہو تو حج ہی کو نہیں جاتے یا اسی طرح واپس آکر دعوت دینے کو بھی۔ سو ان امور کی وجہ سے حج کو ملتوی کرنا حرام ہے۔

مزید احکام

نمبر ۱ متعلق حج :۔ عوام الناس میں جمعہ کے روز کے حج کا لقب حج اکبر مشہور ہے۔ سو یہ شریعت میں لفظی تحریف کرنا ہے کیونکہ اطلاقات شرعیہ میں حج اکبر مطلق حج کو کہتے ہیں۔ عمرہ سے ممتاز کرنے کے لیے جس کو حج اصغر کہتے ہیں اور جو قرآن مجید میں شروع سورۂ برائت میں یوم الحج الاکبر آیا ہے وہاں بھی تفسیر ہے اب اس اصطلاح مخترع سے احتمال ہے تفسیر میں غلطی کا اور عوام اس کے اہتمام میں بھی بہت غلو کرتے ہیں۔ یہ شریعت میں تحریف معنوی یعنی بدعت ہے البتہ حج یوم جمعہ کی فضیلت کا انکار نہیں۔ ایک بڑی فضیلت یہی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کا حج جمعہ کے روز واقع ہوا تھا مگر عوام کی زیادات یہ محض بے اصل ہیں۔

نمبر ۲ متعلق صوم :۔ یکم ذی الحج سے نویں تک روزے رکھنا مستحب ہے اور اُن کی یہ فضیلت آئی ہے :۔ "عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مامن ایام احب الی اللہ ان یتعبد لہ فیہا من عشر ذی الحجۃ یعدل صیام کل یوم منہا بصیام سنۃ و قیام کل لیلۃ منہا بقیام لیلۃ القدر رواہ الترمذی" خصوص نویں کے روزہ کی خاص فضیلت ہے۔ چنانچہ حدیث میں ہے "عن ابی قتادۃ فی حدیث طویل قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلّم صیام یوم عرفۃ احتسب علی اللہ ان یکفر السنۃ التی قبلہ والسنۃ التی بعدہٗ و صیام یوم عاشورا احتسب علی اللہ ان یکفر السنۃ التی قبلہ رواہ مسلم" اور نویں کا تنہا روزہ رکھنا بھی جائز ہے۔

تنبیہ ضروری

عوام مطلقاً نفل روزہ تنہا رکھنے کو مکروہ سمجھتے ہیں۔ یہ خیال بالکل غلط ہے بجز ان ایام کے جو کفار کے یہاں معظم ہیں جیسے شنبہ یا یک شنبہ یا محرم کی دسویں تاریخ کہ اہل کتاب کے نزدیک معظم ہیں یا جیسے نوروز و مہرجان جو برج حمل و میزان میں اوّل حلول شمس کی تاریخیں ہیں کہ آتش پرستوں کے نزدیک معظم ہیں اسی طرح اور کوئی دن یا تاریخ کسی فرقہ کفار کے نزدیک معظم ہو پس بجز ایسے ایام کے اور کسی دن یا تاریخ کا تنہا روزہ رکھنا مکروہ نہیں۔ کذا فی الدر المختار و رد المحتار۔

نمبر ۳:- اگر قربانی کے دنوں میں کوئی بچہ پیدا ہو تو اُس کے عقیقہ کے لیے قربانی ہی کے جانور میں حصّہ لے لینا جائز ہے۔ اگر لڑکا ہو تو دو حصّے لے اور اگر لڑکی ہو تو ایک لے اور چونکہ عقیقہ ساتویں ہی دن ہونا ضروری نہیں لہٰذا اگر قربانی کا دن پیدائش سے دوسرے یا تیسرے یا چوتھے یا پانچویں یا چھٹے یا آٹھویں نویں دسویں الخ دن آ دے تو بھی قربانی کے جانور میں اس کے لیے حصّہ لے لینا جائز ہے۔

اطلاع

بقیہ نماز عید و قربانی وغیرہ کے مفصّل احکام اسی ذی الحج کے شروع مضمون میں اور دعوات عبدیت حصّہ ششم کے اوّل وعظ میں اور بہشتی زیور حصّہ سوم میں ملاحظہ ہوں۔

مضامین غیر مخصوصہ بالشہور

(یعنی پھلوں کی خرید فروخت کے احکام)

احکامِ بیع ثمار

روایات بالا سے (یعنی جو الامداد صفر ۱۳۳۴ھ کے آخر یعنی ص ۳۷ میں مذکور ہیں) امور ذیل مستفاد ہوئے۔

۱۔ پھل جب تک نکل نہ آوے اُس کی بیع مطلقاً ناجائز ہے اور حیلہ سلم کا اس لیے نہیں ہو سکتا کہ اُسمیں مسلم فیہ کا وقت عقد کے اُس جگہ پایا جانا شرط ہے۔

۲۔ پھل نکل آنے کے بعد بیع جائز ہے اگر قابل انتفاع ہو تو اتفاقاً ورنہ اختلافاً۔

۳۔ اگر کچھ ظاہر ہوا اور کچھ ظاہر نہیں ہوا اُسکو امام فضلی نے جائز کہا ہے۔

۴۔ بعد صحت بیع کے بائع نے مشتری کو پھل کے درخت پر رہنے دینے کی اجازت دے دی صراحتہً یا دلالتہً تو پھل حلال رہے گا۔

۵۔ اگر بائع اس اذن پر راضی نہ ہو تو بعض کے نزدیک مشتری بیع کو فسخ کر سکتا ہے۔

۶۔ جو پھل تھوڑا تھوڑا آتا ہو جیسے امرود تو بعض کے ظاہر ہونے کے بعد بیع درست ہے۔

۷۔ اسی طرح گلاب وغیرہ کے پھولوں کا بھی حکم ہے کہ بعض کا ظاہر ہو جانا کافی ہے اور اگرچہ احکام مذکورہ میں سے بعض میں اختلاف بھی ہے مگر ابتلاء عام میں گنجائش ہے۔

ضمیمہ مضمون بالا

ان ثمار کے متعلق ہمارے اضلاع میں ایک رسم ہے کہ بائع ثمار مشتری سے ثمن کے علاوہ ایک مقدار خاص سے کچھ ثمر لینا بھی ٹھیرا لیتا ہے۔ مثلاً پختگی پر ہم اتنے وزن سے ثمر کنار یا اتنی تعداد سے ثمر انبہ بھی تم سے لیں گے اور وہ اس کو منظور کر لیتا ہے اور وقت پر دے دیتا ہے کبھی یکبارگی اور کبھی متفرق کر کے اور اس میں نزاع و اختلاف بھی اکثر نہیں ہوتا اور کبھی پھل کی پیداوار میں کمی ہوتی ہے اور بعض بائعین اُس مقدار میں بھی کمی کر دیتے ہیں اور اس کو اصطلاح میں جنس کہتے ہیں۔ پس یہ مسئلہ بھی قابل بحث ہے۔ سو ایک توجیہ تو اس کے جواز کی اس کو استثناء میں داخل کرنے سے محتمل ہے مگر یہ اس لیے صحیح نہیں کہ اس تقدیر پر مشتری فی الفور بائع سے مطالبہ کر سکتا ہے کہ اپنا پھل غیر مبیع میرے مبیع پھل سے تقسیم کر کے متمیز کر دو اور وہ انکار نہیں کر سکتا اور بائع اس کو ایک وقت خاص تک اُس کی حفاظت کرنے پر مجبور نہیں کر سکتا حالانکہ یہ عرف اور شرط اور مقصود کے خلاف ہے اور ایک توجیہ یہ محتمل ہے کہ ثمن دو چیزوں کو کہا جاوے ایک تو روپے کی رقم دوسرا اتنا پھل۔ لیکن یہ اس لیے صحیح نہیں کہ ایک تو خود مبیع کے ایک جزو کو ثمن ٹھیرانا جائز نہیں دوسرے اس صورت میں ثمن وقت بیع کے مقتدر التسلیم نہیں۔ پس یہ دونوں توجیہیں قواعد پر منطبق نہیں ہوتیں۔ مگر اس میں ابتلاء عام ہے اس لیے ضرورت معلوم ہوتی ہے کہ اس کو کسی کلیہ پر منطبق کرنے کی۔ سو احقر کے خیال میں یہ توجیہ آتی ہے کہ فقہاء نے تصریح کی ہے کہ بعد تکمیل بیع کے بھی تراضی متعاقدین سے ثمن میں بھی اور مبیع میں بھی زیادت بھی جائز ہے اور حط یعنی کمی بھی جائز ہے جیسا زیادہ کے خریدار کو کمیشن واپس کرنا جبکی

حقیقت حط ثمن ہے عام طور سے رائج ہے اسی طرح اس کو حط مبیع میں داخل کہا جاوے یعنی بیع تو ہوگئی کل کی مگر بیع میں یہ شرط ٹھیر گئی کہ مشتری اس قدر مبیع پھر بائع کو فلاں وقت واپس کردیگا اور ہرچند کہ وقت کی شرط قواعد سے اس پر لازم نہیں مگر فقہ میں اس کی بھی تصریح ہے کہ جو وعدہ ضمن عقد میں ہو وہ لازم ہوجاتا ہے اس لیے اس کو لازم بھی کہا جاویگا۔ اب صرف اس میں دو شبہے رہ گئے ایک یہ کہ شاید اُتنا پیدا نہ ہو۔ دوسرے اگر پیدا بھی ہو تو اُس کے احاد متفاوت ہوتے ہیں تعیین کیسے ہوگی؟ جواب اس کا یہ ہے کہ ہم اس کا التزام کرلیں گے کہ یہ مقدار جنس کی اتنی ہونا چاہیئے کہ اس میں یہ شبہ نہ رہے اور تفاوت کا تدارک یہ ہے کہ موڈی کا وصف بیان کردیا جاوے کہ بڑا ہوگا یا چھوٹا یا مخلوط جس میں نزاع نہ ہو اور جہالت یسیرہ کا بہت جگہ تحمل کرلیا گیا ہے۔

درستی فساد عقد

اگر خطاءً یا عمداً کسی نے عقد ناجائز کا ارتکاب کرلیا ہو مثلاً پھل آنے سے پہلے بیع وشرا کرلیا ہو تو اس کی اصلاح اس طرح کرلینا واجب ہے کہ بعد پھل کے آجانے کے بائع ومشتری اس پہلے عقد کو زبانی فسخ کرکے دوبارہ خواہ اسی پہلے ثمن پر بیع وشرا کی تجدید کرلیں ایسا کرنے سے یہ بیع صحیح ہوجاوے گی اور اس لیے مشتری کو پھل اور بائع کو ثمن حلال ہوجاوے گا۔ اسی طرح پہلے بیع کے بعد دوسرے خریداروں کو بھی وہ پھل حرام تھا اب ان کے لیے بھی حلال ہوجاوے گا۔ اگر بائع ومشتری اس میں غفلت کریں دوسرے مسلمان ان کو سمجھا کر ایسی حالت میں

ایجاب وقبول کے الفاظ کہلوالیں۔ صرف زبانی کہہ لینا جبکہ نہ مبیع بدلے نہ ثمن بدلے کیا مشکل ہے۔ اس میں تغافل و تساہل نہ کریں۔ تھوڑی غفلت میں سلسلہ حرام کھانے کا بڑی دُور تک پہنچتا ہے۔

اسباب القحط و الغلاء

یعنی مہنگائی اور قحط کے اسباب

(قال الرومی مشیرا الی بعضھا)

ابر ناید از پئے منع زکات[1]

ابن ماجہ نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے ایک حدیث طویل میں یہ بھی روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ "نہیں کیا کم کسی قوم نے ناپ اور تول کو مگر مبتلا ہوئے قحط سالی اور سخت مشقت میں اور نہیں بند کی کسی قوم نے زکواۃ اپنے مال سے مگر محروم کیے گئے بارش آسمانی سے۔

پس اگر بہائم نہ ہوتے تو بالکل بارش ہی نہ ہُوا کرتی"۔ الحدیث اور معجم طبرانی میں حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلّے اللہ علیہ وسلم نے کہ "نہیں کم کیا کسی قوم نے ناپ اور تول کو مگر روک لیا اللہ تعالےٰ نے اُن سے بارش کو"۔ الحدیث۔ امام احمد نے حضرت عمرو بن العاصؓ سے روایت کیا ہے کہ

---

[1] اس کا دوسرا مصرعہ سُرخی آئندہ میں مرقوم ہوگا۔ ۱۲ منہ

سُنا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے "نہیں کوئی قوم کہ ظاہر ہُوا ان میں زنا مگر پکڑے جاویں گے قحط میں" الحدیث (من علاج القحط والوبا) اور حضرت ابن عباسؓ سے یہ بھی روایت ہے کہ "نہیں کیا کم کسی قوم نے ناپ اور تول کو مگر قطع کیا گیا ان سے رزق" الحدیث۔ روایت کیا اس کو مالک نے (من المشکواۃ باب تغیر الناس) ان احادیث سے اسباب قحط وگرانی و امساک باراں و کمی رزق کے یہ معلوم ہوئے :۔ نمبر ۱۔ ناپ تول میں کمی کرنا۔ نمبر ۲۔ زکوٰۃ نہ دینا۔ نمبر ۳۔ زنا کرنا۔ حق تعالےٰ کا ارشاد ہے کہ اگر وہ لوگ ایمان لاتے اور تقویٰ کرتے تو البتہ کشادہ کر دیتے ہم اُن پر برکتیں آسمان سے اور زمین سے (شروع پارہ ۹) اس آیت سے معلوم ہُوا کہ ایمان اور مطلق تقوےٰ میں کمی کرنا سبب ہے پیداوار اور بارش آسمانی اور زمینی کی کمی کا جب اسباب اس کے مشخص ہو گئے تو علاج اس کا ان اسباب کا ازالہ ہے یعنی ایمان کی درستی تمام معاصی سے توبہ و استغفار کرنا خصوص حقوق العباد میں کوتاہی کرنے سے اور زکوٰۃ ادا نہ کرنے سے اور زنا اور اُس کے مقدمات سے کہ وہ بھی بحکم زنا ہی ہیں جیسے بُری نگاہ کرنا نامحرم سے باتیں بقصد لذت کرنا اُس کی آواز سے لذت حاصل کرنا خصوص گانے بجانے سے چنانچہ حق تعالےٰ نے صریحاً بھی اس کو علاج فرمایا ہے۔ کہ اپنے پروردگار کے روبرو (اعمال سیاہ سے) استغفار کرو پھر (اعمال صالحہ سے) اُس کی طرف متوجہ ہو وہ تم پر بارش کو بڑی کثرت سے بھیجے گا (پارہ ۱۲ رکوع ۴) اب اکثر لوگ بجائے ان اسباب اصلیہ کے اسباب طبیعیہ کو مؤثر سمجھ کر علاج مذکور کی طرف توجہ نہیں کرتے اور صرف حکایت شکایت کا یا رائے زنی و پیشین گوئی یا تخمینی کا شغل رکھتے ہیں جو محض اضاعت وقت ہے ہم اسباب طبعیہ کے منکر

نہیں مگر اس کا درجہ اسباب اصلیہ کے سامنے ایسا ہے جیسے کسی باغی کو بحکم شاہی گولی سے ہلاک کیا گیا دُوسرا دیکھنے والا اصلی سبب یعنی قہر سلطانی کو سبب نہ کہے اور طبعی سبب یعنی صرف گولی کو سبب کہے حالانکہ اس طبعی سبب کے استعمال کا سبب وہی سبب اصلی ہے مگر جو شخص اس کو نہ سمجھے گا وہ بغادت سے پرہیز نہ کرے گا. گولی کا توڑ تجویز کرے گا جو کہ اس کی قدرت سے خارج ہے سو کیا یہ غلطی نہیں ہوگی۔ یہی حالت ہم لوگوں کی ہے۔

فروع

نمبر ۱:۔ بعض لوگ امساک باراں کے لیے کچھ تعویز لکھ کر آسمان کے نیچے رکھتے ہیں۔

نمبر ۲:۔ بعض جو پہلوں سے اسلم ہیں چندہ کے طور پر کچھ جنس و نقد جمع کر کے کھانا پکوا کر تقسیم کرتے ہیں۔

نمبر ۳:۔ بعض جو ان پچھلوں سے بھی اصلح ہیں دعا کرتے ہیں اور نماز استسقاء پڑھتے ہیں۔ سو امر اوّل تو تاثیر میں کالعدم ہے اور اگر مجہول الحقیقت ہو تو بوجہ عدم جواز مضر ہے. اور امر ثانی نافع ہے مگر ناکافی ہے اور اگر قواعد شرعیہ کے موافق نہ ہو چنانچہ جمع کرنے میں وجاہت سے کام لینا یا تقسیم میں اپنے نفس کو یا اپنی اہل خصوصیت کو بدون حاجت یا بدون انداز حاجت دوسرے مساکین پر مقدم رکھنا اور اہلِ اثر کا اس میں مالکانہ تصرّف کرنا جیسا کہ یہ امور مشاہد ہیں تو برعکس اور زیادہ مضر ہے۔ امر سوم. بدلیل ورود سنت کافی ہے

مگر جبکہ صرف صورت پر کفایت نہ کی جاوے بلکہ صورت کے ساتھ معنی اور روح کو بھی جمع کیا جاوے اور روح اُس دعا و استسقاء کی استغفار ہے چنانچہ حصن حصین میں جو دعا حضور صلے اللہ علیہ وسلّم سے استسقاء کی وارد ہے اس میں فارسل السماء علینا مدراراً کے قبل یہ جملے ہیں :- انت المستغفر الغفار استغفرك للحامات من ذنوبنا ونتوب الیك من عوام خطایانا۔ پھر فارسل الخ کو متفرع فرمایا گیا ہے جس سے ضرورت جمع واضح طور پر ثابت ہے۔

اسباب البلاء والوباء

یعنی وباؤں اور مصیبتوں کے اسباب

(قال الرومی مشیراً الی بعضها)

وز زنا[۱] افتد وبا اندر جہات

ابن ماجہ نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا ہے کہ نہیں ظاہر ہوئیں بے حیائی کی باتیں کسی قوم میں حتےٰ کہ کھلم کھلا کہنے لگیں۔ مگر مبتلا ہوئی طاعون میں اور ایسی بیماریوں میں کہ جو اُن کے باپ دادوں میں کبھی نہ ہوئی ہوں گی۔ اور معجم طبرانی میں حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم

---

[۱] اس کا پہلا مصرعہ پہلی سُرخی میں لکھا گیا۔ ۱۲ منہ

نے کہ نہیں ظاہر ہوا کسی قوم میں زنا مگر ظاہر ہوتی ان میں موت یعنی وباء الحدیث۔ اور سماک بن حرب نے عبدالرحمٰن سے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کا ارشاد نقل کیا ہے کہ جب ظاہر ہوتا ہے سود اور زنا کسی بستی میں حکم فرماتا ہے، اللہ تعالےٰ اُس کی ہلاکت کا۔ صحیح مسلم میں حدیث ہے کہ ڈھانک دیا کرو برتن کو اور بند کر دیا کرو مشکیزہ کو کیونکہ سال بھر میں ایک شب ہوتی ہے کہ اُس میں وباء نازل ہوتی ہے۔ جس برتن یا مشکیزہ پر اُس کا گزر ہوتا ہے جو کہ ڈھکا ہوا اور بند نہ ہو اُس میں وہ وباء داخل ہو جاتی ہے (من علاج القحط والوباء) اور حضرت ابن عباس سے یہ بھی روایت ہے کہ نہیں رائج ہوا زنا کسی قوم میں مگر کثرت سے مرنے لگی اُن میں موت الحدیث روایت کیا اس کو مالک نے (من المشکوٰۃ باب تغیر الناس) ان احادیث سے اسباب طاعون و امراض عجیبہ اور مطلق وبار اور ہلاکت جان بالموت یا بالقتل یا ہلاکت مال بالقحط یا بالغارت کے یہ معلوم ہوئے۔

نمبر ۱:۔ زنا اور مطلق کثرت فحش جس میں زناء کے مقدمات اور امرد پرستی سب داخل ہیں۔

نمبر ۲:۔ سود کا لین دین۔

نمبر ۳:۔ برتنوں کا شب کو کھلا رہنا۔

حق تعالےٰ کا ارشاد ہے کہ پس نازل کی ہم نے اُن ظالموں پر (یعنی ظالمان بنی اسرائیل پر) ایک آفت سماوی (یعنی طاعون کما فی التفاسیر) اس وجہ سے کہ وہ عدول حکمی کرتے تھے ا ھ (پارہ یکم قریب نصف) اس آیت سے معلوم ہوا کہ مطلق نافرمانی بھی سبب ہوتا ہے طاعون کا۔ جب اسباب مشخص ہو گئے تو علاج اُس کا اُن اسباب کا ازالہ ہے۔ یعنی فرمان برداری اور معاصی کا ترک کرنا اور ہر نافرمانی سے توبہ و استغفار کرنا

کرنا خصوص فحش مثل زنا و مقدمات زنا و لواطت و مقدمات لواطت مثل نظر بد و تلذذ بالکلام وغیرہ سے اور سود کے لین دین سے اور یہ تدبیر دافع بھی ہے اور مانع بھی اور شب کے وقت برتنوں کو ڈھانکنا اور یہ تدبیر صرف حافظ اور مانع ہے چنانچہ حق تعالےٰ نے صریحاً بھی اس تدبیر کو علاج فرمایا ہے کہ تم اپنے پروردگار کے روبرو (اعمال سیہ سے) استغفار کرو پھر (اعمال صالحہ سے) اُس کی طرف متوجّہ ہو وہ بیشک تم کو وقت مقرر (یعنی ختم عمر) تک خوش عیشی دے گا۔ یعنی اسباب پریشانی و بلیات سے محفوظ رکھے گا۔ اب اکثر لوگ بجائے ان اسباب اصلیہ کے اسباب طبعیہ کو مؤثر سمجھ کر علاج مذکور کی طرف توجہ نہیں کرتے اور صرف حکایت و شکایت یا تعداد اموات یا سب و شتم طاعون و وبا شغل رکھتے ہیں جو محض اضاعت وقت ہے ہم اسباب طبعیہ کے منکر نہیں مگر اس کا درجہ اسباب اصلیہ کے سامنے (جیسا کہ اس کے قبل اسباب القحط و الغلاء کے مضمون میں بھی لکھا گیا ہے) ایسا ہے جیسے کسی باغی کو بحکم شاہی گولی سے ہلاک کیا گیا۔ دوسرا دیکھنے والا اصلی سبب یعنی قہر سلطانی کو نہ دیکھے اور طبعی سبب یعنی صرف گولی کو سبب کہے حالانکہ اس طبعی سبب کے استعمال کا سبب وہی سبب اصلی ہے جو شخص اس کو نہ سمجھے گا وہ بغاوت سے پرہیز نہ کریگا گولی کا توڑ تجویز کریگا جو کہ اسکی قدرت سے خارج ہے سو کیا یہ غلطی نہ ہوگی یہی حالت ہم لوگوں کی ہے۔

فروع

نمبر ۱:۔ بعض لوگ دفع یا حفظ وبا و بلا کے لیے بستی کو چھوڑ کر خواہ اُس نواح میں یا دُوسرے بلاد میں منتقل ہو جاتے ہیں اور ادویہ حافظہ و دافعہ کا استعمال کرتے ہیں۔

نمبر ۲ :۔ بعض لوگ جو پہلوں سے اسلم ہیں تعویذ الوباء بر یا اعناق میں چسپاں و آویزاں کرتے ہیں یا آدمیوں پر اور بعضے جانوروں ۔ مثل چیلوں وغیرہ کے گوشت وغیرہ تصدق کرتے ہیں یا کسی بکرے وغیرہ پر کسی خاص طریق سے کچھ دعا پڑھ کر اس کو ذبح کر کے باہم گوشت تقسیم کر کے کھاتے ہیں یا سورۂ تغابن وغیرہ پڑھا کرتے ہیں یا علاوہ اذان نماز کے زائد اذانیں پکار پکار کر کہتے ہیں۔

نمبر ۳ :۔ بعضے جو ان پچھلوں سے بھی اصلح ہیں دعا کرتے ہیں اور بزرگوں سے دعا کراتے ہیں ۔ سو امر اوّل تو تاثیر میں جس حد تک عام لوگوں کا زعم ہے کہ اس کو مؤثر طبعی غیر متخلف سمجھتے ہیں اس درجہ میں کالعدم ہے ہاں باذن الخالق مع احتمال التخلف اثر ثابت ہے اور اگر مؤثر یقینی سمجھے یا دوسری بستی میں منتقل ہو جاوے یا حرام دوا استعمال کرے تو بوجہ معصیت ہونے کے مفر اور سبب غضب حق ہے اور امر ثانی کے اجزا بجز جزو اخیر یعنی زائد اذانوں کے کہ خلاف سنت ہے باقی اجزاء نافع ہیں مگر ناکافی ہیں اور اگر قواعد شرعیہ کے موافق نہ ہوں ۔ مثلاً جانوروں کو آدمیوں پر مقدم کرنا یا گوشت ہی کی تخصیص کا اعتقاد کرنا یا یہ سمجھنا کہ اس گوشت میں بلا لپٹی ہوئی ہے یا مساکین کی تقسیم کے لیے اسی طرح چندہ جمع اور خرچ کرنا جیسا کہ مضمون سابق کے فروع نمبر ۲ میں مذکور ہوا ہے تو برعکس اور زیادہ مضر ہے اور اذان للطاعون کا غیر مشروع ہونا مدلل و مفصل امداد الفتاویٰ جلد سوم ص۱۱۰ میں مذکور ہے اور امر ثالث بدلیل حدیث لا یرد القضاء الا الدعا کافی ہے مگر جبکہ صرف صورت پر کفایت نہ کی جاوے بلکہ صورت کے ساتھ معنی اور روح کو بھی جمع کیا جاوے اور روح اس دعا کی توجہ الی اللہ و ترک معاصی ہے ۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے :۔

ان اللہ لا یستجیب الدعاء عن قلب لاہ۔ اور ایک لمبی حدیث میں ہے کہ ایک شخص کا لباس وطعام وغیرہ سب حرام ہے اور وہ دُعا کرتا ہے :۔ فانی یستجاب لہ[^1] جس سے ضرورت جمع واضح طور پر ثابت ہوتی ہے۔

لطیفہ :۔ اس مضمون میں اور مضمون سابق میں ایک عجیب رعایت ہے کہ ایک مضمون کے ہر جزو کے محاذات میں دوسرے مضمون کا ایک ایک جزو واقع ہے کہیں تقابل کے ساتھ کہیں تشاکل و تماثل کے ساتھ چنانچہ باہم تطابق سے یہ رعایت معلوم کرکے تحظ ہوگا۔

بعض[^2] المسایل العشریہ

اطلاع

جہاں لفظ عشر آدیگا عشر و نصف دونوں کو عام ہوگا۔

نمبر ۱ :۔ عشر یا نصف عشر ارض عشریہ میں جس کی تعریف عنقریب آتی ہے کل پیداوار میں واجب ہوتا ہے نہ اس میں کوئی نصاب شرط ہے اور نہ قرض وغیرہ مانع ہے نہ اخراجات زراعت کے اس میں منہا کیے جاتے ہیں البتہ جو لوگ کسی خاص حصہ پیداوار پر زراعت میں کام کرتے ہیں۔ ان کے حصہ کا عشر خود اُن کے ذمے ہے۔

نمبر ۲ :۔ نابالغ بچہ و مجنون کی زمین میں بھی عشر واجب ہے۔

نمبر ۳ :۔ ارض وقف میں بھی عشر واجب ہے۔

---

[^2]: دلائلہا مذکورہ فی رسالہ زکوٰۃ الفرض فی نبات الارض ۱۲ منہ
[^1]: تو اسکی دعا کیسے قبول کی جائے گی۔ ۱۲ منہ

نمبر ۴:۔ ہر پیداوار میں جس سے آمدنی حاصل کرنا مقصود ہو عشر واجب ہوتا ہے۔ خواہ غلّہ ہو خواہ پھل۔ پس کھیت اور باغ دونوں میں واجب ہے۔

نمبر ۵:۔ مقدار عشر میں تفصیل یہ ہے کہ جس کی آبپاشی بارش سے ہوئی ہو۔ اُس میں دسواں حصّہ پیداوار کا واجب ہے اور جس کی آب پاشی چاہ سے یا نہر کے خریدے ہوئے پانی سے ہوئی ہو اُسمیں بیسواں حصّہ واجب ہے اور اگر دونوں طرح ہوئی ہو تو غالب کا اعتبار ہے اور اگر دونوں طریقے مساوی ہوں تو بعض کے نزدیک بیسواں حصّہ اور بعض کے نزدیک عشر کا تین ربع یعنی چالیس میں سے تین واجب ہیں۔

نمبر ۶:۔ خویدوغیرہ جو کاٹ لی جاتی ہے اُس میں بھی عشر واجب ہے اور جو بعد تیاری غلّہ کے بھوسہ نکلتا ہے اُس میں واجب نہیں۔

نمبر ۷:۔ جب پھل قابل اطمینان ہو جاوے اُسوقت کے حساب سے عشر ہے۔

نمبر ۸:۔ تیاری سے پہلے جس قدر خرچ کریگا اُن سب کا حساب یاد رکھے۔ اس کا بھی عشر دینا پڑیگا۔

نمبر ۹:۔ اگر پھل توڑنے سے پہلے یا کھیت کاٹنے سے پہلے کسی آفت غیر اختیاری مثل برف یا غرق یا حرق وغیرہ سے پھل یا غلّہ ہلاک ہو جاوے عشر ساقط ہو جاتا ہے اور اگر چوری ہو جاوے یا جانور کھا جاوے اس سے ساقط نہیں ہوتا۔

نمبر ۱۰:۔ پکنے سے پہلے کھیت بیچ ڈالا تو اس کا عشر مشتری کے ذمّہ ہے اور اگر پکنے کے بعد بیچا تو بائع کے ذمہ ہے یہی حکم پھل کا ہے۔

نمبر ۱۱:۔ جو زمین اجارہ پر دی جاوے اُس کا عشر بقول صاحبین کہ مفتی بہ ہے کاشت کار کے ذمّہ ہے کہ وہ پیداوار کا مالک ہے اور اگر مزارعت

یعنی بٹائی پر ہے تو مالک زمین و کاشتکار دونوں کے ذمہ ہے اپنے اپنے حصہ میں۔

نمبر ۱۲:- عشر کا مصرف وہی ہے جو زکوٰۃ کا مصرف ہے یعنی مساکین جو اصول و فروع میں سے اور ہاشمی نہ ہوں اور زوج و زوجہ نہ ہو۔

نمبر ۱۳:- عشری زمین وہ ہے کہ جب سے مسلمانوں نے اس کو مفتوح کیا تھا اس وقت تک برابر وہ مسلمان ہی کی ملک میں چلی آئی ہو خواہ بروئے میراث یا بروئے خرید یعنی درمیان میں غیر مسلم کی ملک نہ آئی ہو اور جو ایسی ہو وہ خراجی کہلاتی ہے۔

نمبر ۱۴:- خراج کی دو قسم ہیں ایک موظف کہ اس کا لگان ایک مقررہ مقدار ہے۔ مثلاً روپیہ بیگھ یا کم و بیش۔ دوسرا خراج مقاسمہ کہ پیداوار کا کوئی حصہ کسی خاص نسبت سے لے لیا جاتا ہے مثلاً نصف یا ثلث وغیرہ۔

نمبر ۱۵:- خراجی زمین میں خراج واجب ہوتا ہے۔

نمبر ۱۶:- لیکن خراج موظف تو قدرت انتفاع زراعت سے واجب ہوتا ہے باوجود امکان زراعت کے اگر زمین کو معطل چھوڑے رکھیگا یہ خراج واجب ہو جاویگا۔ البتہ جب قدرت زراعت کی نہ ہو تب ساقط ہو جاتا ہے اور خراج مقاسمہ مثل عشر کے اُس وقت واجب ہوگا جب واقع میں پیدا بھی ہو۔

نمبر ۱۷:- اگر مسلمان کسی غیر مسلم سے زمین خرید لے وہ خراجی ہو گی۔

نمبر ۱۸:- اگر مسلمان کسی غیر مسلم کے ہاتھ عشری زمین بیچ ڈالے تو وہ بھی خراجی ہو جاوے گی۔

نمبر ۱۹:- خراج کے مصارف مصالح عامہ ہیں اور علماء و مدرسین و مفتیین و طلبہ کی خدمت بھی ان میں داخل ہے۔

نمبر ۲۰:- عشر اور خراج دونوں ایک زمین میں واجب نہیں ہوتے۔
نمبر ۲۱:- خراجی زمین سے عشر نہ نکالا جائے گا۔
نمبر ۲۲:- اسی طرح جس زمین میں عشر واجب ہے اگر اس سے خراج لیا جاتا ہو تو عشر ساقط نہ ہوگا۔ جس طرح مال تجارت سے انکم ٹیکس ادا کرنے سے زکواۃ ساقط نہ ہوگی۔

نمبر ۲۳:- خراج موظف بالاجماع مالک زمین کے ذمہ ہے کاشتکار کے ذمہ نہیں۔ البتہ خراج مقاسمۃ کا حکم مثل عشر کے ہے۔

نمبر ۲۴:- اگر خراجی زمین کا محصول بادشاہ وقت کی طرف سے معاف ہو تب بھی اگر وہ خراج موظف ہے تو وہ مالک زمین کے ذمے رہے گا آگے اسمیں یہ تفصیل ہے کہ اگر یہ شخص خراج کا مصرف ہے مثلاً مفتی ہے مدرس ہے واعظ ہے تو اس کو اپنے صرف میں لانا جائز ہے اور اگر مصرف نہیں ہے تو اس پر واجب ہے کہ مصرف میں اس کو پہنچا دے۔ مدارس اسلامیہ کا مد چندہ اس کے لیے بہت مناسب ہے البتہ اگر انتفاع بالارض پر قدرت نہ ہو تو خراج ساقط ہے اسی طرح خراج مقاسمۃ میں تفصیل ہے۔

نمبر ۲۵:- اور اگر بوجہ معافی ہونے کے اس کے محصول کے مقدار کی تعیین میں کوئی دشواری ہو تو اس کے قرب و جوار کی اراضی غیر معافی کا محصول معتبر ہے۔

نمبر ۲۶:- ارضِ وقف کا بھی عشر یا خراج پیداوار سے نکال کر بقیہ کو مصارف میں صرف کیا جاوے گا۔

تنبیہ

ارض خراجی میں خراج کا حق شرعی ہونا اب تک احقر کو بھی محقق نہ تھا اب اس تحقیق کے بعد اراضی معافی کے متعلق یہ امر خصوصیت کے ساتھ قابل تنبیہ و اہتمام ہے کہ اس کے خراج کا قرب وجوار کی اراضی سے اندازہ کر کے مدارس اسلامیہ میں پہنچا دیا کریں ورنہ اس کے ذمہ یہ حق شرعی واجب رہے گا اور عشر کے حق شرعی ہونے سے بے خبری یا انکار یہ تو غفلت وغلطی عظیم ہے ۔

ضمیمہ

فی رد المحتار تحت قول الدر المختار یجب العشر مانصہ ثبت ذلک بالکتاب والسنۃ والاجماع والمعقول ای یفرض لقولہ تعالیٰ وآتوا حقہ یوم حصادہ فان عامۃ المفسرین علیٰ انہ العشر ونصفہ بینہ قولہ صلے اللہ علیہ وسلم ماسقت السماء ففیہ العشر وماسقی بغرب او دالیۃ ففیہ نصف العشر ص ۸، قلت وایضاً لقولہ تعالیٰ یا ایہا الذین اٰمنوا انفقوا من طیبٰت ماکسبتم ومما اخرجنا لکم من الارض الایۃ ۔ اس عبارت میں تصریح ہے کہ یہ عشر فرض ہے مثل زکوٰۃ کے قرآن سے اور حدیث سے اور اجماع سے اور قیاس سے ۔ اس سے سمجھ لینا چاہیئے کہ اس میں کوتاہی یا غفلت کرنا کیسی چیز ہے ۔

احکام المرض

نمبرا :۔ بعضے لوگ بخار وغیرہ کو بُرے الفاظ سے یاد کرتے ہیں ۔ مثلاً بڑا کم بخت مرض ہے ومثل ذلک سو یہ ناجائز ہے ۔ حدیث میں ہے کہ ام صائب نے

جاڑہ بخار کو بُرا کہا آپؐ نے فرمایا کہ بخار کو بُرا مت کہو وہ بنی آدم کے گناہوں کو دُور کرتا ہے۔ روایت کیا اس کو مُسلم نے۔

نمبر ۲:۔ اسمارِ الہیہ و ادعیۂ ماثورہ سے جھاڑ پھونک بھی جائز ہے حدیثوں میں عام امراض کے واسطے یہ معالجات وارد ہیں:۔ الف۔ مریض پر داہنا ہاتھ پھیرتا جاوے اور یہ پڑھے:۔ اذھب الباس رب الناس واشف انت الشافی لا شفاء الا شفاءک شفاء لا یغادر سقما روایت کیا اس کو بخاری و مسلم نے۔ ب:۔ قل اعوذ برب الفلق و قل اعوذ برب الناس پڑھ کر دم کرنا روایت کیا اس کو مسلم نے۔ ج:۔ تکلیف کے موقع پر ہاتھ رکھ کر یہ دُعا پڑھنا مسلم کی روایت میں آیا ہے۔ بسم اللہ تین بار اور اعوذ بعزۃ اللہ و قدرتہ من شر ما اجد و احاذر۔ د۔ یہ دعا پڑھنا بھی مسلم کی روایت میں آیا ہے یعنی پڑھ کر دم کرے بسم اللہ ارقیک من کل شیٔ یؤذیک من شر کل نفس او عین حاسد اللہ یشفیک بسم اللہ ارقیک۔ ہ۔ بخار کے لیے یہ آیت بھی لکھی جاتی ہے:۔ قلنا یا نار کونی بردا و سلاما علی ابراھیم اور جاڑے بخار کے لیے یہ آیت بسم اللہ مجریھا و مرسھا ان ربی لغفور رحیم۔ و:۔ یہ دعا بھی ابوداؤد اور ترمذی میں آئی ہے۔ اسأل اللہ العظیم رب العرش العظیم ان یشفیک سات مرتبہ۔ ز:۔ بخار اور دُوسرے امراض کے لیے یہ دعا ترمذی میں ہے: بسم اللہ الکبیر اعوذ باللہ العظیم من شر کل عرق نعار و من شر حر النار۔

نمبر ۳:۔ اگر تعویز میں کوئی آیت لکھنا ہو تو باوضو لکھنا چاہیئے اور دوسرا بھی باوضو ہاتھ میں لے البتہ جس کاغذ پر وہ آیت لکھی ہے اگر وہ دوسرے کاغذ میں لپیٹ دیا جاوے تو بے وضو اس کو ہاتھ میں لینا درست ہے۔

نمبر ۴:۔ اسی طرح اگر طشتری وغیرہ میں آیت لکھی جاوے تو اس کے احکام بھی مثل نمبر ۳ کے ہیں۔

نمبر ۵:۔ بیماری سے تنگ نہ ہو حدیثوں میں اس کے یہ منافع ہیں:۔
الف: گناہوں سے ایسا پاک ہو جاتا ہے جیسا سونا بھٹی سے صاف ہو کر نکلتا ہے روایت کیا اس کو ترمذی نے۔ ب: بیماری میں جو عبادت غیر فریضہ ناغہ ہو جائے صحت ہی کے برابر ثواب لکھا جاتا ہے روایت کیا اس کو شرح سنہ میں۔ ج: جب اللہ تعالےٰ کو کوئی مرتبہ دینا ہوتا ہے جس کے لیے بندہ کے اعمال کافی نہیں ہوتے تو اللہ تعالےٰ اس کے جسد یا اولاد یا مال کو کسی بلا میں مبتلا کر دیتے ہیں پھر صبر دیتے ہیں جس سے وہ اُس مرتبہ تک پہنچ جاتا ہے روایت کیا اس کو احمد اور ابوداؤد نے۔ د: گذشتہ گناہوں کا کفارہ ہوتا ہے اور آئندہ کے لیے نصیحت ہو جاتی ہے روایت کیا اس کو ابوداؤد نے پس بیماری میں عبرت حاصل کر کے آئندہ کے لیے اعمال کی اصلاح کرے ھ: مرض میں مریض کی دعا مثل ملائکہ کے قبول ہوتی ہے تو مریض سے دعا کرانا بہتر ہے (اگر اس کو بار نہ ہو) روایت کیا اس کو ابن ماجہ نے۔

نمبر ۶:۔ بعضے لوگ ذرا تکلیف میں نماز چھوڑ دیتے ہیں یا فرائض بیٹھ کر پڑھنے لگتے ہیں اوّل کا گناہ ہونا ظاہر ہے ثانی بھی بدون سخت تکلیف کے جائز نہیں۔ اسی طرح بلا عذر صحیح تیمم درست نہیں۔ اسی طرح سنتوں کا ترک کرنا بھی بلا عذر درست نہیں البتہ خفیف عذر سے سُنّتیں بیٹھ کر پڑھ لے تو مضائقہ نہیں۔ بعضے کپڑوں کے یا بستر کے ناپاک ہونے سے نماز چھوڑ دیتے ہیں مگر بدلنا چاہیئے۔ البتہ اگر بدلنے میں بھی سخت تکلیف ہو تو ویسے ہی نماز پڑھ لے۔

نمبر ۷:۔ بعضوں کو منہ بھر قے آتی ہے جو شرعاً نجس ہے وہ لوگ برتن کو منہ لگاکر کُلی کرتے ہیں سو اس طرح کُلی کرنے سے برتن ناپاک ہو جاتا ہے چاہیئے کہ اس برتن سے چلو میں پانی لے کر کُلی کرے پھر ہاتھ پاک کرے یہ مختصر احکام تھے متعلق مرض کے۔

خلاصہ رسالہ نصح الاخوان فی صرف الزمان[1]

یعنی مصیبتوں کے اسباب اور ان کا صحیح علاج

(جس میں مطلق حوادث کے اسباب عموماً اور بعض انقلابات عظیمہ کے اسباب خصوصاً اور اُن کے معالجات و تدبیرات شرعیہ مذکور ہیں) عمود اس مضمون کا ایک آیت اور ایک حدیث ہے۔ آیت یہ ہے: ظهر الفساد فی البر والبحر بما کسبت ایدی الناس لیذیقهم بعض الذی عملوا لعلهم یرجعون ۔ ترجمہ: "ظاہر ہو گئی خرابی خشکی میں اور دریا میں بسبب لوگوں کے اعمال (بد) کے تاکہ اللہ تعالےٰ لوگوں کو ان کے بعض اعمال کا مزہ چکھائے تاکہ وہ باز آجاویں" اور حدیث یہ ہے: من حسن اسلام المرء ترکه مالا یعنیه ترجمہ:۔ انسان کے اسلام کی خوبی یہ ہے کہ وہ ایسی چیز کو ترک کر دے جس میں کچھ فائدہ نہ ہو۔ آجکل عامہ مصائب کے غلبہ سے مثل قحط و وبا و طاعون و امراض ناداری و تنازع و تقاطع جو کچھ لوگوں کو پریشانی ہے اور خصوصاً متعدد دولتوں کے باہمی آویزش کے آثار کے تعدیہ سے تمام معاملات و تعلقات آفاقیہ و

---

[1] پورا رسالہ صحیفۂ الامداد بابت ربیع الثانی ۱۳۳۵ھ میں شائع ہوا ہے ۱۲ منہ

انفسیہ پر جو اثر ہے وہ مشاہد ہے مگر افسوس ہے کہ ہمارے بھائیوں نے اس کی اصل علم پر کہ اُوپر کی آیت میں مذکور ہے نظر نہ کر کے جس کا نتیجہ توبہ واستغفار و اصلاحِ اعمال و شغل آخرت ہوتا بقول مولانا العارف الرومیؒ :-

گفت ہر دارو کہ ایشاں کردہ اند	آں عمارت نیست ویراں کردہ اند
بے خبر بودند از حال درون	استعیذ اللہ مما یفترون
دید از زاریش کو زارِ دل ست	تن خوش ست اما گرفتارِ دل ست
علتش پیداست از زاری دل	نیست بیماری جو بیماری دل

اس کی اصل تدبیر سے جو کہ اوپر مذکور ہے (یعنی توبہ واستغفار و اصلاح اعمال و شغل آخرت) غفلت کی اور لایعنی قصّوں میں مشغول ہو گئے جس سے اُوپر کی حدیث میں ممانعت آئی ہے جس کا نتیجہ یہ ہُوا کہ :-

ہر چہ کردند از علاج و از دوا	رنج افزوں گشت و حاجت ناروا

یعنی۔ مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی۔ مختصر فہرست اُن لایعنی امور کی یہ ہے جن میں ناواقف مشغول ہیں اور بزعم خود اُن کو اُن پریشانیوں کا علاج سمجھتے ہیں۔ بعضے شب و روز اخباروں کا تذکرہ اور مشغلہ رکھتے ہیں۔ آج کل کے اکثر اخباروں میں جو کچھ دینی خرابیاں ہیں وہ بقدر کفایت رسالہ اخبار بینی میں مذکور ہوئی ہیں جس پر بعض ایڈیٹروں نے بیحد غل مچایا تھا مگر واقعات نے مشاہدہ کرا دیا کہ درحقیقت اخباروں میں انہماک رکھنے والے حدودِ شرعیہ سے ضرور متجاوز ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ اس کا ایک نمبر اس جگہ نقل کیا جاتا ہے "کسی کے معاملے میں خواہ مخواہ دخل اور مشورہ دیدیا خواہ کوئی پوچھے یا نہ پوچھے حتیٰ کہ سلطنتوں کے معاملات میں فضول اوراق سیاہ کیے جاتے ہیں

جس کا کوئی مقصد بجز اشتغال اور جولانی فکر کے نہیں۔اس کا ضرر بھی کسی درجہ میں حدیث رابع میں مذکور ہوا ہے"۔ یہ وہی حدیث ہے جو مضمون ہذا کی تمہید میں مذکور ہے یعنی من حسن اسلام الخ یہ تو اُسوقت ہے جب محض فضول ہی کی حد تک ہو اور کبھی فضول سے گزر کر مضر تک نوبت پہنچ جاتی ہے مثلاً کوئی خبر غلط شائع کر دی یا صحیح خبر کچھ تغیّر کے ساتھ نقل کر دی یا باوجود عدم تغیّر اُس سے کوئی خطرناک نتیجہ اپنی رائے سے نکال کر ناظرین یا سامعین کے خیالات کی تشویش کا سبب اُس کو بنا دیا جس کے مذموم ہونیکو حق تعالےٰ نے اس آیت میں ارشاد فرمایا ہے اور گویا یہ آیت ایسے اخبارات کے نتائج کا پورا فوٹو ہے وہ یہ ہے: واذا جاءَھم امر من الامن اوالخوف اذاعوا بہ ولو ردوہ الی الرسول و الی اولی الامر منھم لعلمہ الذین یستنبطونہ منھم الآیۃ۔ ترجمہ اور جب ان لوگوں کو کسی امر موجب امن یا خوف کی خبر پہنچتی ہے تو اُسکو مشہور کر دیتے ہیں اور اگر یہ لوگ اُسکو رسول کے اور جو ان میں ایسے امور کو سمجھتے ہیں اُن کے اوپر حوالہ رکھتے تو اس کو وہ حضرات تو پہچان ہی لیتے جو اُن میں اُس کی تحقیق کر لیا کرتے ہیں"۔

نمبر ۲: بعضے لوگ گو کوئی رائے قائم نہیں کرتے مگر ایسے امور کا جا بیجا چرچا کر کے اہل حکومت کو بھی پریشان کرتے ہیں اور اپنے کو یا دوسرے اپنے بھائیوں کو بدگمانی کا شکار بناتے۔ بقول سعدیؒ :-

نہ بینی کہ گاوے در علف زار   بیالاید ہمہ گاوان دہ را

نمبر ۳: بعضے اعلانیہ حکومت پر خردہ گیری اور اُس کے خلاف کی خُفیہ تدبیریں اور سازش کرتے ہیں اس خردہ گیری کے جو نتائج ہیں ظاہر ہے کہ ایسا شخص جو ہر طرح حکومت کے دائرہ میں مقید ہو کسی طرح ان نتائج کا متحمل نہیں ہو سکتا تو پھر اس پر اقدام

کہ نا صریح مخالفت کرنا ہے حدیث ذیل کی: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا ینبغی للمؤمن ان یذل نفسہ قیل یا رسول اللہ وکیف یذل نفسہ قال یتحمل من البلاء مالا یطیقہ رواہ الترمذی ترجمہ: "حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مومن کو زیبا نہیں کہ اپنے کو ذلیل کرے پوچھا گیا یا رسول اللہ! اپنے کو کس طرح ذلیل کرے فرمایا کہ ایسی بلا کو اپنے اوپر لادے جسکی برداشت کی اسکو طاقت نہ ہو" اور سازش کی ایسی حالت میں کہ حکومت کے ساتھ معاہدہ قائم ہے سراسر غدر اور بدعہدی ہے جس کا حرام ہونا شریعت محمدیہ میں صریح ہے۔ اسلامی تعلیم تو یہاں تک ہے کہ اگر حکومت کی جانب سے کوئی تکلیف بھی پہنچے تب بھی حکام کے لیے بددعا میں مشغول ہونے تک کی اجازت نہیں چنانچہ مشکوٰۃ کتاب الامارۃ کی یہ آخری حدیث ہے :- عن ابی الدرداء قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ تعالیٰ یقول انا اللہ لا الہ انا مالک الملوک وملک الملوک قلوب الملوک فی یدی وان العباد اذا اطاعونی حولت قلوب ملوکھم علیھم بالرحمۃ والرافۃ وان العباد اذا عصونی حولت قلوبھم بالسخطۃ والنقمہ فساموھم سوء العذاب فلا تشغلوا انفسکم بالدعاء علی الملوک ولکن اشغلوا انفسکم بالذکر والتضرع کی اکفیکم (رواہ ابونعیم فی الحلیۃ)

ترجمہ:- رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ حق تعالےٰ فرماتا ہے کہ میں اللہ ہوں میرے سوا کوئی معبود نہیں میں تمام بادشاہوں کا مالک ہوں اور بادشاہوں کا بادشاہ ہوں۔ بادشاہوں کے دل میرے قبضہ میں ہیں اور بیشک بندے جب میری اطاعت کرتے ہیں میں اُن کے بادشاہوں کے دلوں کو مہربانی اور شفقت کے ساتھ اُن پر پھیر دیتا ہوں اور جب بندے میری نافرمانی کرتے ہیں میں اُنکے دلوں کو ناخوشی اور انتقام کیساتھ پھیر دیتا ہوں پس وہ انکو سخت تکلیف پہنچاتے ہیں سو تم اپنے کو بادشاہوں کیلئے

بد دعا کرنے میں مت لگاؤ لیکن اپنے کو ذکر اللہ اور نیازمندی میں لگاؤ تاکہ میں تمہارے لیے کافی ہو جاؤں روایت کیا اس کو ابو نعیم نے کتاب حلیہ میں" - تذکیر مضمون ہذا کے شروع میں جو آیت منقول ہے اُس کے آخری جملہ "لعلہم یرجعون" سے جسطرح اس رجوع و توبہ کا ان مصائب کے لیے غایت و حکمت ہونا ثابت ہوتا ہے اس مضمون کے ختم پر جو حدیث ابھی منقول ہوئی ہے۔ اُس سے اس توبہ و رجوع کا علاج و تدبیر ہونا بھی ثابت ہوتا ہے چنانچہ اُس کے ترجمہ سے جو کہ اُس کے ساتھ لکھا گیا ہے ظاہر ہے پس خلاصہ تعلیم اسلامی کا ایسی حالت کے متعلق یہ ہُوا کہ منشاء ان کلفتوں اور مصیبتوں کا اپنے اعمال سیئہ کو سمجھ کر دعا و استغفار و ذکر اللہ و اصلاح اعمال و اشتغال طاعات میں مشغول ہوں اور کوئی امر قوم یا ملک یا ملوک کیساتھ خلاف شرع نہ کریں اور اعمال سیئہ کا سبب مصائب ہونا اور اعمالِ صالحہ و دعا و ذکر و استغفار کا اُنکے لیے علاج ہونا اگر مفصلاً معلوم کرنا ہو تو بندہ کے رسایل ذیل کا مطالعہ فرمایا جاوے:- علاج القحط والوبا - جزاء الاعمال - الاستبصار - اخبار الزلزلہ - اور اکثر مواعظ اخص کے وہو المذکور فی ہذا الابیات - ابر نابد از پئے منع زکوٰۃ - وز زنا اُفتد وبا اندر جہات - ہر چہ بر تو آید از ظلمات و غم - آں ز بیباکی و گستاخی ست ہم - غم چو بینی زود استغفار کن - غم بامر خالق آمد کار کن - وہذا آخر الکلام فی ہذا المرام :-

(یہاں تک رسالہ نصح الاخوان کا خلاصہ ختم ہُوا)

مشورہ:- احکام مخصوصہ بالشہور کی مزید تفصیل کیلئے ماثبت بالسنہ مترجم اُردو و اصلاح الرسوم کا باب سوم اور بہشتی زیور کا حصہ ششم ملاحظہ فرما لینا۔ انفع و اصلح ہے فقط۔

تمت بالخیر

کتبہ : مشتاق احمد

۱۲ رمضان المبارک ۱۳۹۶ھ